

ماہنامہ

معارف اسلام

ربیع الاول

رسول ﷺ نمبر

پانچ روپے

ادارۂ معارف اسلام (رجسٹرڈ)

صحیفہ کاملہ

زبور آلِ محمد

حضرت امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا بے نظیر مجموعہ

(اردو ترجمہ مع عربی متن)

یہ چودہ صدیاں گزر گئیں لیکن اب تک ان کی دعاؤں کی تاثیر زندگی کے ہر شعبے میں اسی طرح اثر انداز ہو رہی ہے یہی ان دعاؤں کا معجزہ ہے حضرت مولانا سید قاسم رضا نسیم امروہوی نے ان تمام دعاؤں کا اردو زبان میں نہایت سلیس اور رواں ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی مفید اور گرانقدر حواشی بھی تحریر کئے ہیں اس مجموعہ میں نسیم امروہوی نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد چند دعائیں ایسی بھی شامل کی ہیں جو کسی اور مجموعہ میں نہیں ملتیں۔ دعاؤں کے شروع میں حضرت امام علیہ السلام کی جامع حیات طیبہ اور اس عہد کی مذہبی سیاسی علمی اخلاقی اور روحانی تاریخ مستند حوالوں سے پیش کی ہے نیز ارباب علم و دانش کا تبصرہ و تحسین بھی شامل ہے

کتابت	طباعت	سائز	کاغذ	جلد
معیاری	آفسٹ	[illegible]	دبیز	مضبوط و خوشنما

قیمت بارہ روپے علاوہ محصول ڈاک

صحیفہ علویہ

امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی دعاؤں کا نایاب مجموعہ

(اردو ترجمہ مع عربی متن)

اس مجموعہ میں وہ دعائیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر آپ کو تعلیم فرمائیں وہ دعائیں جو آپ نے اپنے خاص اصحاب کو شدت و ابتلا کے دور میں تعلیم فرمائیں۔ جو اب تک مختلف حلقوں کے اوراد و وظائف کی مروجہ حیثیت رکھتی ہیں ان دعاؤں کی [illegible] خود مولائے کائنات علیہ السلام تھے حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے ان تمام دعاؤں کا سلیس اور با محاورہ اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی مفید حواشی بھی درج کئے ہیں جن سے دعاؤں کا پس منظر بخوبی روشن ہو جاتا ہے

کتابت	طباعت	سائز	کاغذ	جلد
معیاری	آفسٹ	[illegible]	دبیز	مضبوط و خوشنما

قیمت آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک

امیر المومنین حضرت علیؑ کے خطبات مکتوبات اور ملفوظات

نہج البلاغہ مکمل

ایڈیشن سپیشل با محاورہ اردو ترجمہ مع عربی متن

مترجمین: رئیس احمد جعفری ندوی، مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی (ندوی)، سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

- نہج البلاغت کا یہ نیا ایڈیشن مکمل ترین شکل میں ہے۔
- قرآن پاک کے بعد نہج البلاغت سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی کتاب نہیں۔
- امیر المومنین کی نہج البلاغہ [illegible] کی داستان ہے روح و مادہ کی بحث ہے قرآن کی تفسیر ہے [illegible] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسوۂ رسول کی تشریح [illegible] کا ذکر ہے
- اس ایڈیشن میں [illegible] ضروری حواشی بھی شامل ہیں کتابت معیاری، سائز [illegible]، طباعت آفسٹ، کاغذ دبیز، جلد مضبوط و خوشنما آرٹ پیپر [illegible] قیمت [illegible] روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کتاب منزل۔ لاہور

"رسول نمبر"

راستی و درستی بہترین سیاست است

ماہنامہ معارفِ اسلام لاہور

مدیر اعزازی:- غیاث الدین

شمارہ ۶	ماہ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء	جلد ۶

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	گفتنی ها: (از ادارہ)	
	— ظہور آیت اللہ الکبریٰ	۳
	— کیا تم رسول کو دکھ پہنچاؤ گے	۵
	— علامہ سید نجم الحسن کراروی کی گرانقدر سند و اہم تجویز	۷
۲	معجزۂ رسولؐ بچشم خود امیر المومنینؑ (بزبان امیر المومنینؑ)	۸
۳	میلاد النبیؐ کی خوشی میں (نظم) (سید الف شاہ صاحب ...)	۱۱
۴	سلام بحضور خیر مقدس (از شاہ حیدری)	۱۱
۵	درشان رسالتمآبؐ (فدا بخاری)	۱۳
۶	ربیع اوّل ہماری عید کی تمہید ہے (فدا بخاری)	۱۳
۷	تین بیش رباعیاں (قمر جلالوی)	۱۴
۸	ولادت نبی اکرم و فضائل کلمہ طیبہ (عقیدت بہادر شاہ ظفر)	۱۴
۹	ولادت سرور کونین (انتخاب ... مصطفیٰ)	۱۶
۱۰	دانش و ضیا (سید منظور حسین نقوی)	۱۷
۱۱	کمال رسالت و نبوت (علامہ سید امداد حسین کاظمی)	۲۱
۱۲	مقام رسالت (ڈاکٹر سید احمد حسین نقوی)	۲۵
۱۳	فلسفۂ عصمت نبی (سید ... حسن صاحب گوپالپوری)	۳۱
۱۴	تنظیم ملت کے سلسلہ میں تین اہم مقالے	
	(۱) دینی تنظیم و تبلیغ کیلئے ... پروگرام ...	۳۴
	(۲) آخری ... لنگ (آغا سید ...)	۴۳
	(۳) قومی و مذہبی قیادت کیلئے دینی درسگاہوں کے طلبا کی تیاری (سید حسین ...)	۳۵
۱۵	دردمندانہ اپیل پنجاب جنرل سیکرٹری ادارہ	۳۹
۱۶	اطلاعات و اعلانات	
۱۷	جمہوریت و امامت (قسط ...) (شیخ غیاث الدین)	۲۹۹ تا ۳۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتنی ہا

ظہورِ آیت اللہ الکبریٰ

بموجب ارشاداتِ خاندانِ رسولؐ حضرت ختمی مرتبت پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یومِ ولادت ۱۷ ربیع الاوّل عام الفیل ہے (بحار الانوار علامہ مجلسیؒ ج ۶ ص ۲) حضرات اہل جماعت میں آپ کی تاریخ پیدائش بعض کے نزدیک ۸ ربیع الاول بعض کے نزدیک ۹ اور زیادہ مشہور ۱۲ ربیع الاول ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے۔ یہ سوموار کو یوم پیدائش قرار دیتے ہیں لیکن خاندانِ رسالت یعنی آئمہ اہلبیت علیہم السلام کے نزدیک باتفاق ۱۷ ربیع الاوّل یوم جمعۃ المبارک ہے۔ اور یہی حدیثِ ثقلین کے تحت بفرمانِ اہلبیت اور بانیِ اہلبیت قابل تسلیم ہے۔ مگر یاد رکھنے کے قابل چیز یہ ہے کہ یہ حقیقی تاریخیں بھی بیان کی گئی ہیں یہ آنحضرتؐ کے اس مادی دنیا میں ظہور کی ہیں نہ کہ خلقت کی۔ کیونکہ متفق علیہ صحیح حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین یعنی میں اس وقت نہ صرف پیدا ہی ہوا تھا بلکہ میں عہدۂ نبوت پر فائز بھی تھا۔ جبکہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی ظہور میں نہ آئی تھی۔ اور آپ کی مٹی اور پانی الگ الگ پڑے تھے۔ قرآن حکیم سے اس حدیث مبارک کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظالمين بدلا ○ ما اشهدتهم خلق السماوات والارض ولا خلق انفسهم وما كنت متخذ المضلين عضدا ○ (پ ۱۵ کہف ع ۷)

ترجمہ: کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو میرے سوا ولی بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لئے بدلہ کیسا بُرا ہے۔ حالانکہ میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت گواہ نہیں بنایا تھا اور نہ ہی ان کی جانوں کو بناتے وقت۔ اور میں گمراہوں کو اپنا قوت بازو نہیں بنایا کرتا۔

ان آیاتِ مجیدہ پر تدبر کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ نے شیطان اور اس کی اولاد کو نہ ہی تو گواہِ تخلیقِ عالم بنایا نہ ہی اپنا قوتِ بازو۔ ثابت ہوا کہ ایسی بھی بلند مرتبہ ہستیاں وجود تھیں جن میں شیطانی اوصاف موجود نہ تھے جو نہ صرف گواہِ تخلیقِ عالم تھیں بلکہ ارض و سما بنانے میں اللہ تعالیٰ کی مددگار بھی جس کی وضاحت اس آیت سے بھی ہوتا ہے۔

قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین ○ (پ ۲۳ ص ع ۵) ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ابلیس کس چیز نے تجھے روکا کہ تو اس (وجود) کو سجدہ کرے جسے میرے دونوں ہاتھوں نے بنایا کیا تو نے بڑائی چاہی یا تو بھی) عالین (بلند مرتبہ والوں) میں سے تھا

معلوم ہوا کہ ایک سجدہ کرانے والا تھا یعنی خداوند عالمین خود ایک وہ جس کو سجدہ کرنے کا حکم تھا یعنی ملائکہ مقربین و شیطان کا گروہ تیسرا وہ وجود تھا جس کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم تھا اور چوتھا گروہ عالین کا تھا یعنی بلند مرتبے والے وجود جن کے سامنے یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور گواہِ تخلیقِ ارض و سما و آدم تھے۔ شعر

ہوئے پیدا ہزاروں سال پہلے بو البشر سے بھی
یہ کیا رازِ الٰہی ہے کہ فرزندِ امین تم ہو
(سید الف شاہ)

مندرجہ ذیل آیاتِ مجیدہ نے ہمارے بیان کو مزید تقویت پہنچائی ہے۔

وتوکل علی العزیز الرحیم○ الذی یرٰک حین تقوم○ وتقلبک فی الساجدین ○ (پ ۱۹ ع ۱۵، الشعراء) یعنی (اے رسولؐ) اُس زبردست اور رحم کرنے والے پر بھروسہ رکھو جو اُس وقت بھی تم کو دیکھتا رہا ہے جب تم نبوت پر قائم ہوئے اور سجدہ کرنے والوں (کے صلب و رحم) میں بھی تمہارے منتقل ہونے کو (دیکھتا رہا ہے) غور فرمایا آپ نے کہ نبوت پر قائم ہونا پہلے ہے اور "تقلبک" یعنی اصلابِ طاہرہ سے ارحامِ طاہرہ میں پلٹنے یا منتقل ہوتے رہنا بعد میں ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبوت پر فائز المرام ہونے کے بعد اس نور کا وجود و پاکیزگی سے اپنی منازل طے کرتا رہا۔ تا آنکہ صلبِ طاہرہ حضرت عبدالمطلبؑ میں منتقل ہوا اور اُن سے دو حصے ہو کر صلب حضرت عبداللہؑ و ابو طالبؑ میں جلوہ گر ہوا۔ قرآن حکیم میں آپ کو "اول العابدین" "اول المومنین" اور "اول المسلمین" کہہ کر بھی آپ کے مخلوقِ اول ہونے پر صاد کیا گیا ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ ۱۷ ربیع الاول یوم جمعۃ المبارک آپ کا یوم ظہور ہے نہ کہ یوم پیدائش جب ہوئے قرآن پاک آپ مخلوقِ اول ہوئے تو ظاہر ہے کہ سب سے پہلے خدا نے احسن الخالقین نے جو اپنی تخلیق کا نمونہ ظاہر کیا وہ ہر لحاظ سے مکمل اور بے عیب ہے لہٰذا یہ خداوند عالمین کی سب سے بڑی شانی

ہیں یعنی آیت اللہ الکبریٰ۔

مخلوقِ اوّل خداوند تعالیٰ کی عظیم ترین نشانی یعنی وجودِ باری تعالیٰ کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا ثبوت وجودِ محمّد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "میں نے اس بات سے محبت رکھی کہ میں پہچانا جاؤں لہٰذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا (حدیثِ قدسی) ثابت ہوا کہ معرفتِ خالقِ کائنات کے لئے وجودِ مخلوقِ اوّل سید الانبیاء والمرسلین لازم ٹھیرا۔ لہٰذا یہی آیت اللہ الکبریٰ ہوئے۔

یہی وہ وجودِ اقدس ہے کہ آدمؑ سے لیکر عیسٰیؑ تک ہر نبیؑ کو آپ کا انتظار تھا۔ ہر نبی اپنی اُمت کو آپ کی آمد کی خوشخبری سناتا رہا۔ اور آپ کی اطاعت کی تلقین کرتا رہا۔ توریت زبور و انجیل میں آج بھی باوجود اپنی اصلی صورت میں نہ ہونے کے ایسے اخبار بکثرت موجود ہیں جن سے ظہورِ محمّد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا پتہ چلتا ہے

ایسے عظیم ترین وجود اور صفات کے لحاظ سے بلند ترین ہادی کے متعلق اگر خود ہم ہی میں اختلاف موجود ہو کہ وہ ہم ہی جیسا تھا اور اُس کی زندگی کا ایک مخصوص حصّہ اسوۂ حسنہ ہے نہ کہ تمام زندگی اور اس کی دو حیثیتیں قرار دیں کہ ایک اُن کی نبوی زندگی تھی اور ایک بشری زندگی اور بشری زندگی (نعوذ باللہ) قابلِ تقلید نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" سے اپنے جیسا سمجھ لیں تو یقیناً یہ ہماری کور چشمی ہوگی۔ اور مخلوقِ اوّل میں نقص و کمزوریوں سے اُس کے خالق میں نقص و کمزوریاں ثابت ہونگی۔ قرآن میں أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ کے الفاظ آئے ہیں۔ جمہوریت پسند صاحبانِ تفسیر بالرائے نے "بشرٌ مثلکم" سے رسولؐ کو اپنے ہی جیسا انسان تو سمجھ لیا مگر یُوحٰی پہ غور کم فرمایا۔ حالانکہ "بشرٌ" اور "بشرٌ یوحٰی" میں کم از کم اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ حیوان اور حیوانِ ناطق میں ہے۔ انسان کو "حیوانِ ناطق" کہا جاتا ہے۔ اگر انسان کیلئے حیوانِ ناطق کی ترکیب سن کر اُسے حیوان ہی سمجھ لیا جائے تو یہ اس پر بہت بڑا ظلم ہوگا۔ اسی طرح جس طرح سے نبی کے لئے "بشرٌ یُوحٰی" کی ترکیب سن کر اُسے بشر سمجھ لیا جائے۔ حالانکہ انسان اور نبی میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ حیوان اور انسان میں۔ خلقتِ حیوانی اور انسانی پہ غور فرمایئے۔ ہاتھی انسان سے کتنا بڑا ہے! اُس کے ہاتھ پاؤں۔ سونڈ کان دل۔ جگر پھیپھڑے انسان سے کتنے بڑے ہیں اور اس کے مقابلہ میں انسان کے کتنے چھوٹے ہیں مگر انسان اپنی روحِ انسانی کی وجہ سے اُس سے کتنا بڑا ہے۔ اسی طرح بعض حیوان اپنی جسامت اور اعضائے رئیسہ کے لحاظ سے انسان جتنے ہی ہیں جیسے بھیڑ۔ بکرا۔ بندر وغیرہ مگر ان میں اور انسان میں فرقِ عظیم ہے اسی طرح انبیاءؑ بھی جسامت کے لحاظ سے انسان ہی جیسے تھے مقصد ہدایتِ خلق تھا اس لئے اشرف المخلوقات ہی کی شکل و شباہت و جسامت و طریقہ پر بھیجے گئے مگر یہ بشر نہیں تھے بلکہ بشرٌ یوحٰی تھے انسان اور نبی میں اتنا ہی فرق ہے جتنا حیوان اور انسان میں۔ اسی سے سیّد الانبیاء والمرسلین کے مقام پر غور فرمایئے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و آلِ محمّد

کیا تم رسولؐ کو دکھ پہنچاؤ گے؟

آرٹ کونسل کا نام "الزاہرا" رکھ دیا ہے!

اسلام میں بنت رسولؐ اللہ یعنی خاتونِ قیامت حضرت سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزاہرا (علیہا الصلوٰۃ والسلام) کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں بعصومۂ کونین بلا شبہ نورِ مریمؑ ہیں۔ بقولِ حکیم مشرق اقبالؒ ؎

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز ‎ ‎ ‎ از سہ نسبت حضرت زہراؓ عزیز
نورِ چشمِ رحمۃ للعالمینؐ ‎ ‎ ‎ آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ ‎ ‎ ‎ مرتضیٰؓ مشکل کشا شیرِ خداؓ
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق ‎ ‎ ‎ مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق......
مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ ‎ ‎ ‎ مادراں را اُسوۂ کامل بتولؓ......
گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز ‎ ‎ ‎ گوہر افشاندے بدامانِ نماز......
رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست ‎ ‎ ‎ پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰؐ است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے ‎ ‎ ‎ سجدہ ہا بر خاکِ او پاشیدمے

کیا غم و اندوہ دنیا کا بالین سے بے نیاز مسلسل گریہ اور کہا ایک "آرٹ کونسل" کو اس گریہ کن کے مقدس نام سے منسوب کرنا۔ لفظ آرٹ کا ترجمہ تو برا نہیں جس طرح کہ الفاظ "عیش و نوش" کا ترجمہ برا نہیں۔ مگر سوسائٹی میں اور عملی طور پر عیش و نوش کا جو مطلب ہے وہ سب پر ظاہر ہے اسی طرح "آرٹ کونسل" کا عملی ترجمہ "بزم رقص و سرود" ہے جہاں ناچ گانے بجانے اور ڈرامے کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بات اور زیادہ دکھ کا باعث ہے کہ ہماری اطلاع کے مطابق یہ آرٹ کونسل پاکستان کی مشہور و معروف زنانہ تنظیم اپوا (یعنی آل پاکستان ووِمن ایسوسی ایشن) قائم کر رہی ہے۔ جس میں کئی سنجیدہ اور معمر خواتین بھی شامل ہیں۔ کیا ان مادرانِ گرامی میں کوئی ایسی خاتون نہیں جو بقولِ حکیم ملت اقبالؒ اسوہ کاملہ بتول عذرا پر عمل پیرا ہو سکے ——— بتایئے خاتونِ جنت نے (نعوذ باللہ) کوئی آرٹ کونسل یا اس سے کوئی مشابہ تنظیم قائم کی تھی؟

اس ضمن میں ہمعصر "نوائے وقت" نے ایک عمدہ نوٹ اپنے مقالہ افتتاحیہ میں شائع کیا ہے جو قارئین کرام و مادرانِ اپوا کیلئے توجہ طلب ہے:-

"ایک ناپاک جسارت: پچھلے دنوں بعض ماڈرن خواتین و اصحاب کی طرف سے ایک "آرٹ کونسل" کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا۔ ادارہ کا نام "الزاہرا آرٹ کونسل" رکھا گیا ہے بعض اصحاب نے ہمارے مراسلات کے کالم اور بعض دوسرے اخبارات میں بجا طور پر اسی نام پر اعتراض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "آرٹ کونسل" ایسے ادارہ کو خاتونِ جنتؑ سے منسوب کرنا ایک ناپاک جسارت ہے" ـــــ "آرٹ کونسل" میں ان دنوں آرٹ سے مراد عام طور پر ناچ گانا ہی ہوتا ہے اور (گستاخی معاف) نام نہاد آرٹسٹوں میں بڑی تعداد پیشہ ور یا "نیم پیشہ" گانے بجانے والوں اور گانے بجانے والیوں کی ہی ہوتی ہے جبکہ پیشہ ور طوائفیں بھی اب "آرٹسٹ" کا لبادہ اوڑھ کر ادب و ثقافت کے نام پر برپا کی ہوئی محفلوں میں بار پانے لگی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نئی آرٹ کونسل بھی ایسے ہی "آرٹ" کو فروغ دینے کی کوشش کرے گی ـــــ خاتونِ جنتؑ کو مسلمان خواتین میں انتہائی اونچا مقام حاصل ہے۔ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی رفیقۂ حیات اور سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں۔ ایسی جلیل القدر اور گرامی مرتبت خاتون کے نام کو ناچ گانے کی سرپرستی کرنے والے ایک ادارہ سے وابستہ کر دینا بلاشبہ "ایک ناپاک جسارت" ہے۔ اس نام نہاد آرٹ کونسل کے کارندے اپنی جماعت کو جدن بائی یا گوہر جان کے نام سے منسوب کریں۔ وہ مسلمانوں کی دلآزاری کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ موجودہ نام سے بلا امتیاز ہر عقیدہ کے مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے"۔

(نوائے وقت ۲ ستمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳)

ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایسے اقدام سے کیا جناب بتولِ عذراؑ یا خود ذاتِ حضور ختمی مرتبت خوش ہوں گے یا ناراض؟ متفق علیہ بین الفریقین صحیح احادیثِ رسولؐ دعوتِ فکر دیتی ہیں ـــــ

"فاطمہؑ میرا حصہ ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔ جس سے فاطمہؑ کو قلق ہو اُس سے مجھے قلق ہوتا ہے۔ جس پر فاطمہؑ ناراض ہو اُس پر میں ناراض ہوتا ہوں۔ اے فاطمہؑ بہ تحقیق خدا غضبناک ہوتا ہے تیرے غضبناک ہونے سے اور راضی ہوتا ہے تیرے راضی ہونے سے (بخاری و ترمذی۔ فتح الباری۔ صواعق محرقہ وغیرہ وغیرہ)

ادارۂ "معارف اسلام" کو متعدد صاحبِ دل اہلِ اسلام و مختلف اداروں کی جانب سے بکثرت خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن میں اس غلط اور ناپاک اقدام پر انتہائی رنج و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے اور کارپردازانِ آرٹ کونسل سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ فوراً اس نام کو تبدیل کریں۔ ہم ذیل میں ادارہ کے سرگرم اور مخلص رکن خواجہ رضا حسین صاحب اکبری منڈی لاہور کے گرامی نامہ کی نقل درج کرتے ہیں:۔

احتجاج ۔ اخبار نوائے وقت مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۰ء میں سعادت علی شاہ صاحب

گیلانی کے مراسلہ کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اب بھی اس دنیا میں ایسے افراد موجود ہیں جو نعرۂ حق بلند کر سکتے ہیں۔ کارپردازانِ ادارہ اپوا نے اپنی جس گانے بجانے والی پارٹی کو "الزاہرا آرٹ کونسل" کا نام دیا ہے۔ شاید انہوں نے "الزاہرا" کی اہمیت کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے۔ ادارۂ مذکورہ بالا سے استدعا ہے کہ کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ الزاہرا جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا دختر جناب رسولؐ مقبول کا لقب ہے اگر یہ نام لاعلمی سے رکھا گیا ہے تو براہ کرم یہ نام فوراً تبدیل کر دیں۔ تبدیلیٔ نام سے ادارہ کو نقصان نہ پہنچے گا۔ البتہ پاکستان کے بہت سے بہن بھائیوں کی دلآزاری نہ ہوگی۔

خواجہ رضا حسین

علامہ سید نجم الحسن کراروی کی۔ گرانقدر سند، اہم تجویز

"ادارہ معارف اسلام" کے متعلق اپنے ایک حالیہ مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

جناب ایڈیٹر صاحب معارفِ اسلام۔ 　　تسلیم مسنون۔ مزاج شریف۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ادارہ معارفِ اسلام نے اب تک جو خدمات کی ہیں وہ سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ جناب نے معارف اسلام کے شمارہ شش شدہ مثلاً پر ہمدردان کی آراء طلب کی ہیں۔ میرے خیال میں آپ حضرات خود بڑی توجہ سے کام کر رہے ہیں لہذا مزید مشورہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی البتہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں بنگلہ زبان وغیرہ میں رسائل کی اشاعت کا بندوبست فرما رہے وہاں پشتو زبان میں بھی اشاعت کی طرف توجہ فرمادیں۔ نہایت کارآمد و مفید ثابت ہوگی۔ والسلام۔

سید نجم الحسن کراروی

کوچہ "مولانا صاحب" پشاور شہر۔ ۲۲/۸/۷۰

معارفِ اسلام قبلہ مولانا صاحب کا اُن کی ہمدردی کے لئے تہِ دل سے مشکور و ممنون ہے۔ اگر آپ جیسے جید علماء کرام معارف اسلام پر التفات فرماتے رہے۔ تو یقیناً یہ ایک دن چمکے گا۔ جہاں تک پشتو زبان میں تعلیمات محمدؐ و آلِ محمدؐ پھیلانے کا پروگرام ہے ادارہ عنقریب جناب کی رہنمائی و نگرانی میں مناسب و موثر اقدام کریگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

قارئین کرام! "معارفِ اسلام" کی مدد کرنا محبتِ رسولؐ و آلِ رسولؐ کے سلسلے میں اہم اقدام ہے کیونکہ اس سے وہ مقصد پورا ہوتا ہے جس کیلئے حضور نبی اکرمؐ آج کے دن مبعوث برسالت ہوئے تھے۔ اسلئے آج معارفِ اسلام کے فنڈ کو مضبوط بنانے کیلئے مناسب اور زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں (ادارہ)

معجزۂ رسولؐ بچشم خود امیر المومنینؑ

(بزبانِ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ولقد سمعت رنة الشيطان حين نزل الوحي عليه صلى الله عليه وآله فقلت يا رسول الله ما هذه الرنة؟ فقال هذا الشيطان أيس من عبادته. إنك تسمع ما أسمع وترى ما أرى الا انك لست بنبي. ولكنك وزير وانك لعلى خير. ولقد كنت معه صلى الله عليه وآله لما أتاه الملأ من قريش، فقالوا له: يا محمدؐ إنك قد ادعيت عظيماً لم يدعه آباؤك ولا احد من بيتك ونحن نسألك أمراً ان أجبتنا إليه وأريتنا علمنا أنك نبيٌ ورسولٌ، وان لم تفعل علمنا أنك ساحرٌ كذابٌ. فقال صلى الله عليه وآله: وما تسألون؟ قالوا تدعو لنا هذه الشجرة حتى تنقلع بعروقها وتقف بين يديك، فقال صلى الله عليه وآله: ان الله على كل شيء قدير. فان فعل الله لكم ذلك أتؤمنون وتشهدون بالحق؟ قالوا نعم، قال فاني سأريكم

اور جب آپ پر پہلے پہل وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے کہ جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے (اے علی) جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ میرے وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر ہو۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تھا کہ قریش کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ نے ایک بہت بڑا دعوٰے کیا ہے ایسا دعوٰے نہ تو آپ کے باپ دادا نے کیا نہ آپ کے خاندان والوں میں سے کسی اور نے کہا ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اگر آپ نے اسے پورا کر کے ہمیں دکھلا دیا تو پھر ہم بھی یقین کر لینگے کہ آپ نبی و رسول ہیں اور اگر نہ کر سکے تو ہم جان لیں گے کہ (معاذ اللہ) آپ جادوگر اور جھوٹے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ تمہارا مطالبہ ہے کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لئے اس درخت کو پکاریں کہ یہ جڑ سمیت اکھڑ آئے اور آپ کے سامنے آکر ٹھہر جائے آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اگر اس نے تمہارے لئے ایسا کر دکھایا تو تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آپ

ما تطلبون، وانی لاعلم انکم لا تفیئون الی خیر، وان فیکم من یطرح فی القلیب، ومن یحزب الاحزاب، ثم قال صلی اللّٰہ علیہ وآلہ: یا ایتہا الشجرۃ ان کنت تؤمنین باللّٰہ والیوم الآخر وتعلمین انی رسول اللّٰہ فانقلعی بعروقک حتی تقفی بین یدی باذن اللّٰہ. فوالذی بعثہ بالحق لانقلعت بعروقہا وجاءت ولہا دوی شدید وقصف کقصف اجنحۃ الطیر حتی وقفت بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ مرفرفۃ، والقت بغصنہا الاعلی علی رسول اللّٰہ علیہ وآلہ، وببعض اغصانہا علی منکبی، وکنت عن یمینہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ فلما نظر القوم الی ذلک قالوا علوا واستکبارا. فمرہا فلیأتک نصفہا ویبقی نصفہا فامرہا بذلک، فاقبل الیہ نصفہا کاعجب اقبال واشدہ دویا، فکادت تلتف برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ فقالوا کفرا وعتوا۔ فمر ہذا النصف فلیرجع الی نصفہ کما کان فامرہ

نے فرمایا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو تمہیں دکھا دیتا ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بھلائی کی طرف جھکنے والے نہیں ہو۔ یقیناً تم میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ وہ ہیں جو (جنگ) احزاب میں جتھا بندی کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درخت اگر تو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو اپنی جڑ سمیت اکھڑ آ یہاں تک کہ تو بحکم خدا میرے سامنے آکر ٹھہر جائے (رسول اللہ کا یہ فرمانا تھا کہ) اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا وہ درخت جڑ سمیت اکھڑ آیا اور اس طرح آیا کہ اس سے سخت کھڑکھڑاہٹ اور پرندوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی یہاں تک کہ وہ لچکتا جھومتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے روبرو آکر ٹھہر گیا اور بلند شاخیں اُن پر اور کچھ شاخیں میرے کندھے پر ڈال دیں۔ اور میں آپ کی داہنی جانب تھا۔ جب قریش نے یہ دیکھا تو نخوت و غرور سے کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا آپ کے پاس آئے اور آدھا اپنی جگہ پر رہے چنانچہ آپ نے اسے یہی حکم دیا تو اس کا آدھا حصہ آپ کی طرف بڑھ آیا اس طرح کہ اس کا آنا (پہلے آنے سے بھی) زیادہ عجیب صورت سے اور زیادہ تیز آواز کے ساتھ تھا اور اب کی قریب تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے لپٹ جائے۔ اب انہوں نے کفر و سرکشی سے کہا کہ اچھا اب اس آدھے کو حکم دیجئے کہ یہ اپنے دوسرے

صلى الله عليه وآله فرجع، فقلت
انا: لا الٰه الا الله فانى
اول مؤمن بك يا رسول الله
واول من اقر بان الشجرة
فعلت ما فعلت بامر الله تعالى
تصديقاً بنبوتك اجلالاً
لكلمتك. فقال القوم كلهم
بل ساحر كذاب عجيب
السحر خفيف فيه، وهل
يصدقك في امرك الا مثل
هذا (يعنوني)، وانى لمن
قوم لا تأخذهم في الله
لومة لائم سيماهم سيما
الصديقين، وكلامهم
كلام الابرار. عمار الليل
ومنار النهار متمسكون
بحبل القرآن. يحيون سنن
الله وسنن رسوله. لا
يستكبرون ولا يعلون،
ولا يغلّون ولا يفسدون.
قلوبهم في الجنان و
اجسادهم في العمل۔

(نہج البلاغہ)

جھتے کے پاس پلٹ جائے جس طرح پہلے تھا۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا۔ میں نے (یہ دیکھ کر) کہا لا الٰہ الا اللہ۔ اے اللہ کے رسولؐ میں آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں اور سب سے پہلے اقرار کرنے والا ہوں کہ اس درخت نے بحکم خدا آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کے کلام کی عظمت و برتری دکھانے کے لئے کچھ کیا ہے وہ امرِ واقعی ہے (کوئی آنکھوں کا پھیر نہیں) یہ سن کر وہ ساری قوم کہنے لگی کہ یہ (پناہ بخدا) پرلے درجے کے جھوٹے اور جادوگر ہیں۔ ان کا سحر عجیب و غریب ہے اور ہیں بھی اس میں چابکدست اس امر پر آپ کی تصدیق ان جیسے ہی کر سکتے ہیں اور اس سے مجھے مراد لیا (جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جس پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ جماعت ایسی ہے۔ جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے، وہ سب شب زندہ دار، دن کے روشن مینار، اور خدا کی رسی سے وابستہ ہیں یہ لوگ اللہ کے اور اور پیغمبر کی سنتوں کو زندگی بخشتے ہیں نہ سربلندی دکھاتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ اُن کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔

(ترجمہ از جناب مفتی جعفر حسین صاحب مدظلہ)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ کی خوشی میں!

(اثر الحاج آغا سید الف شاہ صاحب پاکنہاد مدظلہ العالی)

محمد مصطفیٰ دو جہاں کے پیشوا ٹھہرے — جو مقصودِ خلائق ہو وہی خیر الوریٰ ٹھہرے
جمالِ حق نے چاہا در ازل اپنی تجلی کو — محمد عشق ٹھہرے وہ حسن کے جلوہ نما ٹھہرے
پس از مدت خلیل اللہ کی اُمید بر آئی — محمد آ گئے دنیا میں ختم الانبیاء ٹھہرے
خدا کے گھر پہ تھا قبضہ بتوں کا قدرتِ حق سے — امیر و فاتحِ بطحیٰ محمد مصطفیٰ ٹھہرے
اُڑے پرزے خدایانِ عرب کے خانہ کعبہ میں — کہ جب دوشِ محمد پہ علی شیرِ خدا ٹھہرے
شبِ اسریٰ محمد کو بلایا عرش والے نے — اُٹھے اسرار کے پردے قریبِ کبریا ٹھہرے
وہی ہیں کملی والے جو بلطفِ خالقِ اکبر — جمیع مخلوق کے مولا، شہِ ہر دوسرا ٹھہرے
خدا کا حکم ہے بھیجو درود اے مومنو ہر دم — محمد مصطفیٰ پر جو ولیِ مجتبیٰ ٹھہرے
محمد جب کہا میں نے تو نکلے عقدے میرے دل کے — میں قربان اس نبی پر جو مرے مشکل کشا ٹھہرے
تو مداحِ رسولِ پاک و اہلِ بیت ہے سیّد — ترے زورِ قلم کے سامنے بدخواہ کیا ٹھہرے

معارف اسلام: نہایت پاکیزہ نعتیہ کلام ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ (غیاث الدین)

سلام بحضورِ خمسۂ مقدسہ

(فکرِ نثار حیدری مدظلہ)

(۱)

السلام اے احمدِ مختار ختم المرسلین — السلام اے طالب و مطلوبِ رب العالمین
السلام اے مونسِ ما رحمۃ للعالمین — السلام اے سیدِ کل حاملِ دینِ مبین
السلام اے بے مثل صدیق بے ہمتا امین — السلام اے باعثِ ایجادِ افلاک و زمین
المدد شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کہف الوریٰ
المدد اے راکبِ براق مولا مصطفیٰ

(۲)

السلام اے حیدرِ کرار شاہ و بادشاہ — السلام اے جانشینِ مصطفیٰ عالم پناہ
السلام اے کہ ترے در کے گدا ہیں کج کلاہ — السلام اے صاحبِ تاجِ امامت والا جاہ
السلام اے کہ تری الفت نہ ہو تو رو سیاہ — زاہدِ عالم اگرچہ ہو کوئی یا شیخِ راہ

المدد آقائے قنبر اے نصیری کے خدا

(۳) المدد مشکلکشا اب المدد یا ایلیا

السلام اے طاہرہ اے دخترِ شق القمر — السلام اے عالیہ لختِ دل خیر البشر
السلام اے فاطمہؑ شہزادیٔ کل خشک و تر — السلام اے ملکۂ حور و ملک جن و بشر
السلام اے زوجۂ مولا علیؑ صاحب ظفر — مادرِ گیارہ امامینِ خدائے بحر و بر

المدد یا فاطمہؑ سلطانۂ ہر دو سرا

(۴) المدد یا فخرِ مریم المدد خیر النساء

السلام آقا حسنؑ سبز قبا و مجتبےٰ — السلام اے کہ شہیدِ زہر بے جرم و خطا
السلام اے کہ ترے تن سے جو تن کو مس کیا — طاقتِ پرواز فطرس کو ملی اور اُڑ گیا
السلام اے ثانیٔ خلقِ رسولِ کبریا — صابر و شاکر سخی شاہِ خدا حاجت روا

المدد اے سبطِ اکبر ابنِ شاہ لافتا

(۵) المدد بابائے قاسمؑ آن شہیدِ کربلا

السلام اے مالکِ کوثر شہِ تشنہ دہن — السلام اے فاطمہؑ کے ماہ بے داغ و گہن
السلام اے تاجدارِ حریت شاہِ زمن — آسکے نہ تجھ پہ غالب خنجر و دار و رسن
السلام آیا ترے در پر نثارِ نعرہ زن — السلام آقائے من کرے بکمن ز کرم بمن

المدد یا ابنِ حیدر صاحبِ جُود و سخا
المدد اے سروِ آزادِ ز باغِ مصطفےٰؐ

در شانِ رسالتمآب (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(از حضرت فدا بخاری۔ مدظلہ العالی)

رباعی

بخشش کی اُمید۔ بلکہ اس سے بھی سوا — رحمت کی نوید۔ بلکہ اس سے بھی سوا
جس شخص نے مصطفےٰؐ کا دامن تھاما — ہاں وہ ہے سعید۔ بلکہ اس سے بھی سوا

قطعات

(۱)

لولاک کا ہے جس کیلئے تاج یہی ہے — کونین سے ملتا ہے جسے باج یہی ہے

انساں بموجب "احسنِ تقویم" کی تفسیر — دراصل جسے کہتے ہیں معراج یہی ہے

(۲)

مجرمِ محبوب کو عاشق نہ بخشے گا کبھی — مصطفےٰ جس کو نہ بخشے کیسے ایزد بخش دے
مصطفےٰ راضی نہیں جس سے خدا راضی نہیں — بخش دیتا ہے خدا بھی جس کو احمدؐ بخش دے

(۳)

زمیں احمدؐ کی بخشش ہے فلک احمدؐ کی بخشش ہے — عروج انساں کا اَوْ اَدْنےٰ تلک احمدؐ کی بخشش ہے
خدا سرسبز رکھے تا ابد احمدؐ کے صدقہ میں — گلستاں میں بہاروں کی جھلک احمدؐ کی بخشش ہے

(۴)

تلاشِ حق کی تمنا ہے جستجوئے رسولؐ — خدا سے مجھ کو اگر ہے تو آرزوئے رسولؐ
مجھے کچھ اور نہیں آرزو میرے یا رب — عطا ہو عشقِ علیؑ کا عطا ہو بوئے رسولؐ

(۵)

خواجۂ دوسرا کو دیکھ لیا — تجھ کو دیکھا خدا کو دیکھ لیا
پردہ دارِ خودی کے پردہ میں — پردہ دارِ "انا" کو دیکھ لیا

نو ربیع اوّل ہماری عید کی تمہید ہے

(اثر خدائے اہلبیت حضرت فدا بخاری مدظلہ)

کون عمرؔ سعد جو ہے قاتل ابن علیؑ — کون عمر سعد جو ہے دشمنِ آلِ نبیؐ
کون عمرؔ سعد جو تھا ناصر ابن زیاد — کون عمر سعد جو تھا نابکار و نامراد
جس عمر بن سعد نے شبیرؑ کو کر کے شہید — دس محرم کو منایا کربلا میں یوم عید
سعد کا بیٹا عمرؔ جو تھا پرستارِ یزیدؔ — سعد کا بیٹا عمر جو تھا وفادارِ یزید
سعد کا بیٹا عمر جو قاتلِ شبیرؑ تھا — سعد کا بیٹا عمر جو کافروں کا پیر تھا
اس بڑے بدبخت بدکن دشمنِ شبیرؑ تھا — کربلا کی جنگ میں اس کا ہی پہلا تیر تھا
کربلا میں یہ یزیدی فوج کا سالار تھا — قاتلانِ حضرتِ شبیرؑ کا سردار تھا
اس عمرؔ بن سعد پر مختارؔ نے کر کے خروج — خاک میں اس کو ملا ڈالا تھا اقبالِ عروج
اس عمرؔ بن سعد کا مختارؔ نے سر کاٹ کر — خدمتِ سجادؑ میں بھیجا دیا باکرّ و فر
دیکھ کر ملعون کا سر عابدِ ناشاد نے — شکر کے سجدے کئے تھے سید سجادؑ نے

نو ربیع اوّل، اُس دن شاد تھے اہلِ عزا مسکرائے تھے ذرا سرو دیکھ کر زین العبا
دوستوں کی ہر نظر اُس روز پُر اُمید تھی خاندانِ مصطفٰے کے گھر میں اُس دن عید تھی
مومنوں کے گھر میں یہ تاریخ روزِ عید ہے
نو ربیع اوّل، ہماری عید کی تمہید ہے

تین بے مثل رباعیاں

(اثر استاد الشعرا حضرت قمر جلالوی۔ کراچی)

(۱)

فرشتہ در پہ بصد احترام آتا ہے خدا کے بعد تمہارا ہی نام آتا ہے
کلیم ہو گئے تمہیں کیا کلیم سے نسبت تمہارے گھر میں خدا کا کلام آتا ہے

(۲)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے جیسے مُنہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے دل میں دُنیا مصطفٰے کو دیکھ کر وہ مصوّر کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

(۳)

تلاش کرتے ہو خوشبو گلوں کی باغ بغیر سمجھنے بیٹھے ہو قرآن کو دماغ بغیر
بغیر آلِ نبیؐ لکھ رہے ہو تفسیریں کتاب کیسے پڑھی جائے گی چراغ بغیر

ولادت نبی اکرمؐ و فضائل کلمہ طیبہ

(عقیدت بہادر شاہ ظفر۔ آخری مغل تاجدارِ ہند)

شعر

نہ کرتا وہ اگر پیدا نبیؐ کو نوعِ انساں میں!
تو مخلوقات میں اشرف نہ ہوتا رتبہ انساں کا!

فضائل کلمہ طیبہ

حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو　　اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو　　غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے سے ہوں معاف کئے تم نے جو قصور　　کلمے سے ہو نصیب تمہیں قصر خلد و حور
کلمے سے ہووے منہ پہ تمہارے ہمیشہ نور　　کلمے سے ہووے دل کی سیاہی تمہاری دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو　　کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اِک انعام جان لو　　کلمے کو دل کا راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمہارے ہو کلمہ سے تقویت　　کلمے سے ہو قوی تمہیں اُمید مغفرت
کلمے سے ہووے جلوہ نما حسنِ عاقبت　　کلمے سے آئے دل کو نظر نور معرفت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو وہ جہان میں کلمے کی دولت سے دل غنی　　ہو جان کو نہ کلمے سے تکلیف جانکنی
ہووے اندھیری گور میں کلمے سے روشنی　　ہے صاف کلمہ اِک اثر پاکدامنی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا　　کلمہ تمہارے حق میں ہے ہر درد کی دوا
کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا　　کلمہ کرے ہے آئینہ کی طرح دل صفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو۔

کلمے کا ذکر چاہئے ہر شام ہر سحر　　جب تک رہے زباں رہے کلمہ زبان پر
کلمہ ہے آبِ رحمتِ باری سے اے ظفر　　دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سربسر
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو　　(از کلیات ظفر)

بقیہ (۲)

وہ حسن صبیحی میں ملاحت کا تلاطم　　وہ چشم سیہ بخت [illegible]
وہ لذت گفتار وہ انداز تکلم!　　وہ شان تقدس وہ حکیمانہ تبسم
غنچوں میں وہ بے ساختگی آ نہیں سکتی
جنت کی تو ہیں کلیاں وہ ہنسی آ نہیں سکتی

ولادتِ سرورِ کونین

(خلد آشیاں آغا شاعر قزلباش کے مجموعہ کلام کا ایک عکسِ لطیف)

(انتخاب از مرزا مصطفےٰ حسین صاحب مدظلہ لاہور)

جب کوئی نہ تھا نورِ محمدؐ کی ضیا تھی
پانی تھا، نہ مٹی تھی، نہ آتش، نہ ہوا تھی
گرمی تھی، نہ سردی تھی، نہ بجلی نہ گھٹا تھی
یہ نور حضوری میں تھا اور ذاتِ خدا تھی
جس وقت کوئی فرق نہ تھا روز میں شب میں
دس سو برس استادہ رہا طاعتِ رب میں

ہر حکم پہ سجدے میں گرا نورِ پیغمبرؐ
ہر بار چھٹے عینِ عنایات کے جوہر
آخر میں جو سجدے سے اُٹھایا رُخِ انور
پیشانیٔ اقدس سے برسنے لگے گوہر
قطرے گرے جتنے رُخِ سلطانِ ھُدیٰ سے
اُتنے ہی نبی خلق ہوئے شانِ خدا سے

منظور ہوا جب انہیں دنیا میں بلانا
آدم صفی اللہ کو بخشا یہ خزانہ
ہر فرق میں تبدیل ہوا فردِ یگانہ
حتّٰے کہ ابراہیمؑ نے اس نور کو جانا
آخر یہ ودیعت ہوا اک حق کے ولی کو
عبد اللہِ ہاشم، قرشیِ مطلبی کو

ماہِ ربیع الاول میں ہے مشہور یہ شادی
جب نورِ محمدؐ نے دو عالم کو جلا دی
رکھا جو قدم کفر کی بنیاد ہلا دی
تکبیر کی کعبے کے بتوں نے بھی صدا دی
فی الفور تزلزل ہوا ہر دشت و جبل میں
توحید کا غل پڑ گیا کسریٰ کے محل میں

سب بدعتیں زائل ہوئیں اس ایک قدم سے
کاہن ہوئے مجبور نوشتوں کے رقم سے
پھیلی یہ ضیا سیدِ لولاک کے دم سے
ہر سحر نے حاصل کیا ہستی کو عدم سے
حق یہ ہے یہ عزت نہیں پائی تھی کسی نے
اونچا کیا کعبے کو رسولِ عربی نے

اعجاز میں اعجاز دوبالا ہوا پیدا
بل کھائے ہوئے گیسوؤں والا ہوا پیدا
دنیا کے حسینوں میں نرالا ہوا پیدا
محبوبِ خدا، سید والا ہوا پیدا
ہنگامِ عرق ہر بُنِ مو عطر فشاں تھا
سایہ نہیں تھا جس کا وہ خورشید عیاں تھا

(بقیہ صفحہ کے نیچے)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

(از جناب تقدس مآب سید منظور حسین نقوی مدظلہ العالی علی پور ضلع مظفر گڑھ)

جبکہ مکمل غسقِ لیل ہو۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہو۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا ہو۔ تاریک بادل آسمان پر لہرا رہے ہوں طبیعت پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہو اور بے چینی و بے قراری کا دل و دماغ پر تسلط ہو تو ایسے بھیانک و خوفناک عالم میں اگر بجلی کوند جائے اور قدرت کی برقی لہروں سے فضائے عالم جگمگا اُٹھے تو طبیعت میں اطمینان و سکون پیدا ہو جاتا ہے اور پریشانی و گھبراہٹ جس نے حواس خمسہ مختل کر رکھے تھے کافور ہو جاتی ہے۔

کفر و الحاد کی ظلمت اقصائے عالم پر چھا چکی تھی۔ بے دینی و لامذہبیت کی تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ بت پرستی، تثلیث پرستی اور گوسالہ پرستی نے تمام بنی نوع انسان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ جاہلیت کا دور دورہ تھا۔ جوہر انسانیت مفقود ہو چکا تھا۔ اس عالمگیر گمراہی و بے راہ روی کے گھپ اندھیرے میں لوگ ٹامک ٹوئیاں کھا رہے تھے۔ نجات و ہدایت و رستگاری کے تمام دروازے مسدود تھے۔ طوفان بدتمیزی و بداخلاقی برپا تھا۔ تمدن و معاشرت کے احسن وسائل و ذرائع ختم ہو چکے تھے۔ دنیا فسق و فجور اور معائب و معصیت اور فواحش و منکرات کی آماجگاہ بن چکی تھی۔ بس غیرتِ حق کو حرکت ہوئی اور کوہ فاران پر آفتاب رسالت اپنی پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوا جس کی نورانیت افروز و ضیا پاش شعاعوں نے نہ صرف خطۂ حجاز کو بلکہ تمام دنیا کو منور کر دیا۔ پس ظلمت و گمراہی کے بادل چھٹ گئے۔ مطلع صاف ہو گیا اور رشد و ہدایت و رہنمائی کی روشنی نے دلوں کو روشن کر دیا۔ کفر و الحاد کی عملداری ختم ہو گئی۔ بتوں کی خدائی جاتی رہی اور واجب الوجود معبودِ حقیقی کی الوہیت و وحدانیت کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔ جبیں جو بتوں کے آگے سجدہ ریز ہوتی تھیں اب خدائے قدوس وحدہ لاشریک لہ کے درِ توحید پر جھکنے لگیں۔ لاتعد و لاتحصیٰ بتوں کے پجاری ایک خدا کے پرستار ہو گئے۔ انسانیت اپنی حقیقی و اصلی مقام پر آ گئی۔ تہذیب نفس اور تدبیر منزل نے دلوں کو صیقل کر دیا جس سے تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کے جذبات نمایاں ہو گئے اور روحانیت و نورانیت میں چار چاند لگ گئے۔ نور خدا کے ظہور سے تمام عالم کی کایا پلٹ ہو گئی۔ ناقوس کی دلخراش آواز کی بجائے اللہ اکبر کے روح افزا نعرے بلند ہو گئے اور ہر طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی صدا گونجنے لگی۔

خدائے برحق نے اپنی کتاب برحق میں جس آفتاب عالمتاب کی قسم کھائی ہے وہ یہ آفتاب نہیں

جو اس خاکی و مادی دنیا کو اپنی کرنوں سے منور کرتا ہے۔ بلکہ یہ ایک روحانی دنیا کا آفتاب ہے جو بنی نوعِ انسان کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ لہٰذا یقیناً اس آفتاب سے مراد سردارِ انبیاء سید المرسلین، حبیب اللہ العالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جیسا کہ مفسرین عامہ وخاصہ نے آیۂ مجیدہ مندرجہ عنوان کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ جناب رسالت مآب نوعِ انسانی کی تکمیل کے لئے سب سے آخری نمونہ تھے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء ومرسلین کی تعلیمی وعملی مثالوں کے بعد جب حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبوت ورسالت کی خلعت ہائے فاخرہ سے آراستہ کرکے اس دنیا میں مبعوث کیا گیا تو یہ اشد ضروری ولازمی تھا کہ آپؐ کمالات انسانی کا بہترین مجسمہ اور کمال اخلاق کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوں۔ چنانچہ خداوند عالم نے آپؐ کے آخری معلم ورہبر و پیشوا ہونے کا تذکرہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الیٰ آخرہ کی آیۂ مجیدہ میں کر دیا اور اس کے ساتھ ہی حضرتِ احدیت نے آپ کے کمال اخلاق وانسانیت کی شہادت ان زرّین الفاظ میں دی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (اے ہمارے حبیبؐ تم یقیناً خلق عظیم کے درجۂ اعلیٰ وارفع پر فائز ہو) یہ ایک ایسی عظیم الشان سند ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی سند نہیں کر سکتی

تاریخ عالم بتلاتی ہے کہ رسولِ خداؐ کے مبعوث برسالت ہونے سے قبل سرزمین عرب فحش وبدکاری اور جہالت وبداخلاقی کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔ تمام اہل عرب بت پرستی میں مبتلا تھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ (بقول بعض مورخین) تین سو ساٹھ بتوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس ناگفتہ بہ حالت میں خدائے رحمٰن ورحیم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام کمالات انسانی سے آراستہ کرکے ایک مجسمۂ خلق ومحبت بنا کر دنیا میں بھیجا تاکہ لوگوں کو آداب واخلاق کے اسباق پڑھائے اور انہیں جامۂ انسانیت پہنا کر مہذب ومتمدن قوموں کا سرمایۂ فخر ونازش بنائے۔ چنانچہ جناب سرور کائناتؐ نے لوگوں کو دولتِ اسلام سے مالا مال کرکے تہذیب واخلاق اور شائستگی وپاکیزگی کا مجسمہ بنا دیا۔

بالاتفاق علمائے امامیہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول سن عام الفیل (۵۷۰ء) کو بروز جمعۃ المبارک بوقت طلوع فجر مکہ معظمہ میں شعب ابیطالبؑ میں ہوئی نوشیروان عادل بادشاہ کا زمانہ تھا جس پر خود رسول اکرمؐ نے فخر ومباہات کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؐ پیغمبر آخرالزمان ہیں۔ نبوت ورسالت کا آپؐ پر ہر لحاظ سے خاتمہ ہو چکا۔ لہٰذا ان کے بعد کوئی نبی خواہ وہ ظلی ہو یا بروزی ہو امتی ہو یا غیر تشریعی ہو نہیں آسکتا اور جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت رسولِ اکرمؐ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت عبد اللہؑ بن عبد المطلبؑ بن ہاشمؑ تھا اور آپؐ کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت آمنہؑ بنت وہب بن عبد مناف تھا یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ حضورؐ کے

آباؤاجداد ہر زمانہ میں خدا پرست و موحد رہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے پابند اور محافظ تھے بعض بے بصیرت مسلمانوں کا یہ کہنا کہ جناب رسالت مآبؐ کے ماں باپ (معاذ اللہ) کافر تھے یہ محض غلط اور حقیقتِ نورِ محمدیؐ سے بے خبری و بے بصیرتی کا نتیجہ ہے۔ آپؐ نوری مخلوق تھے نصِ قرآن اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نور ایک طاہر و مطہر شئے ہے۔ اُس سے کسی وقت اور کسی آن بھی نجاست نہیں ہو سکتی۔ طاہر مظروف کے لئے طاہر ظرف کی ضرورت ہے لہٰذا جن اصلاب و ارحام میں نورِ محمدی منتقل ہوتا رہا اُن کا از روئے عقل و دیانت طاہر و پاکیزہ ہونا ضروری و لازمی ہے۔ پس حضورؐ کے والدین یقیناً مسلمان و موحد ہیں اور نہ صرف حضورؐ کے والدین بلکہ کسی بھی نبی و رسولؑ کے والدین کافر و بت پرست نہیں تھے۔ پھر مسلمانوں ہی کا ایک گروہ جو نبوت و رسالت کے حقیقی مقام سے قطعاً نابلد و ناواقف ہیں یہاں تک کہنے کی جسارت کرتا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ کی حیثیت محض ایک چٹھی رساں کی تھی اور وہ ہم جیسے ایک بشر تھے۔ اگر یہ مسلمان حضور رسولِ اکرمؐ کی کماحقہٗ معرفت رکھتے اور آپؐ کے درجۂ رسالت اور مقامِ محمود سے ان کو آگاہی ہوتی۔ تو کبھی بھی یہ گستاخانہ کلمات اُن کی زبان سے نہ نکلتے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ کسی مسلمان نے آج تک یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ ہم رسولؐ جیسے ہیں۔ تو جب مسلمان یہ نہیں کہتے کہ ہم رسولؐ جیسے ہیں تو پھر رسولؐ ہم جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔ فافہم ولا تکن من الجاھلین۔

جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ صرف مسلمانوں بلکہ جمیع بنی نوع انسان کے لئے ہادیٔ برحق، رہبرِ کامل اور مصلحِ حقیقی بن کر آئے تھے۔ جس طرح خداوند عالم تمام عالموں کے لئے خالق و رازق و رب ہے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ (ص) کی ذات ستودہ صفات جمیع عوالم کے لئے رحمت ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اس پر نصِ صریح ہے۔ لہٰذا جو مقدس ہستی محبت، رحمت اور سراپا خلق و محبت و رافت ہو اس کی اقتداء و اتباع و پیروی تمام انسانوں کے لئے واجب و لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم کی محبت کا راز جناب رسالت مآبؐ کی اتباع و اطاعت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اعلان کر رہا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ خدائی مقصد یہ ہے کہ اگر خداوند عالم کی محبت کا دم بھرنے کا دعویٰ ہے تو اس دعویٰ کی دلیل "اتباعِ رسول" قرار دی گئی ہے۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ خدا کا اپنے بندوں سے محبت کا ثبوت بھی "اتباعِ رسول" کے مظاہرہ میں مضمر ہے۔ بالفاظِ دیگر بندوں کا خدا سے محبت کرنا اور خدا کا بندوں سے محبت کرنا اتباعِ رسولؐ پر مبنی و منحصر ہے۔ اتباعِ رسولؐ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کاملہ کو شامل ہے جس پر کاربند ہو کر مسلمان دنیا و دین کی حسنات و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کا اعلان کر کے "اتباعِ رسول" کی افادیت کو واضح کر رہا ہے۔

حضور پُرنور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانیت اور خلق و محبت کا کامل نمونہ تھے۔ آپؐ

کا ارشاد تھا کہ میں مکارم اخلاق کی تعلیم و تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں (بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ) معاملہ کی صفائی و دیانت کی وجہ سے آپ عرب بھر میں "صادق" اور "امین" کے القاب سے مشہور و معروف ہو گئے۔ کفار قریش کا آپ کو "صادق" اور "امین" تسلیم کر لینا اس بات کی یقینی دلیل تھی کہ انہوں نے آپ کی رسالت کا پیشگی کلمہ پڑھ لیا تھا اسلئے کہ صادق کا دعویٰ کبھی بھی مبنی بر دروغ نہیں ہوسکتا اور امین پیغام پہنچانے میں مرتکب خیانت نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس سے بڑھ کر جناب رسالت مآبؐ کے برحق نبی اور سچے رسول ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کفار و معاندین کی گواہی آپ کے دعویٰ کے ثبوت میں دلیل قاطع ہے جس پر مزید دلیل کی ضرورت نہیں ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

اوصافِ خلقی و خُلقی سے آپ بدرجۂ اتم متصف تھے حضرت ام المومنین عائشہ سے جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے ایک مختصر سا جواب دیا جو قلّ و دلّ کے مترادف ہے۔ آپ نے فرمایا خُلُقُہٗ قُرآن جس کا واضح مطلب ہے۔ اگر حضورؐ اکرم کے اخلاق کی معرفت درکار ہو تو قرآن پڑھو۔ جو کچھ قرآن کے الفاظ میں ہے وہ سیرت محمدیہ میں عمل کا پہلو لئے ہوئے ہے یعنی قرآن مجید الفاظ خدا ہے اور محمد مصطفےٰ صلعم فعل خدا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دعوےٰ نبوت و رسالت کے ثبوت میں حسب ضرورت بہت سے معجزات پیش کئے جو انبیائے سابق کی معجزات کی طرح اس وقت کے لوگوں کیلئے آپ کی نبوت کا یقین دلانے کیلئے کافی و لافی تھے۔ آنحضرت کے معجزات سب انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں ؎ معجزاتِ نبیؐ فراوان است یکے از معجزات قرآن است

آپ کا سب سے بڑا معجزہ جو دنیا میں تاقیام قیامت ہمیشہ باقی رہیگا وہ قرآن مجید ہے اس کی فصاحت و بلاغت انسانی طاقت سے بالاتر تسلیم کی گئی ہے اور کسی شخص کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی قرآن اب بھی معجزہ ہے اور ہمیشہ معجزہ رہے گا۔

حرف آخر کے طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نبوت و رسالت کا یہ آفتاب عالمتاب جسکی قسم خالق بے نیاز نے بعد مخلوق سیارات کھائی ہے۔ دنیائے عالم کے افق پر آب و تاب جلوہ گر ہوا اور اپنی شعاعوں سے جس عالم میں برابر بلا کم کا روشنی بکھیری۔ اب اگر کوئی کور باطن و تیرہ چشم اس سے محروم رہے اور اپنی تاریکی کو دور نہ کر سکے تو چشمۂ آفتاب کا کیا قصور۔ رسول خدا کا اسوۂ حسنہ کا مسلمانان عالم کے پیش نگہ ہے۔ اگر وہ اس کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے گریز کریں تو یہ ان کا اپنا قصور اور ان کی اپنی عقلوں کا فتور ہے۔ رسول اکرم کا اسوۂ حسنہ تو اپنے مقام پر ہر حیثیت سے جامع و مانع ہے۔ کاش مسلمان اپنی زندگیاں اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں ٭

”کمالِ رسالت و نبوت“

(از علامہ سید امداد حسین کاظمی المشہدی بی اے صدر ادارہ معارف اسلام لاہور)

معارف اسلام کا یہ ”رسول نمبر“ ماہ ربیع الاول میں اشاعت پذیر ہو رہا ہے جس کا تعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے ساتھ ہے انسان بے بنیان کی کیا بساط کہ اس مقدس ہستی کی شان بیان کر سکے۔ جو باعث ایجاد خلق ہوئی جس کے متعلق خداوند تعالے نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک کہ میرے حبیبؐ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا۔ تو یہ موجودات ارضی وسماوی منصۂ شہود پہ جلوہ گر نہ ہوتے۔ بھلا جس اعلےٰ وارفع ہستی کی شان یہ ہو کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر بھلا اس کی شان مجھ جیسا ہیچمدان اور ناقص العلم خاکی انسان کس طرح لکھ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حیوان حقیقت اشرف المخلوقات انسان کی معرفت نہیں کر سکتے اسی طرح انسان انبیاءؑ کی کما حقہٗ معرفت بھی نہیں کر سکتے۔ جب انبیاء علیہم السلام کی معرفت سے عاجز ہیں تو حقیقت ختم المرسلین، رحمت للعالمین کی معرفت کس طرح کر سکتے ہیں جس طرح ذات احدیت کی نسبت خود ارشاد باری عزّ اسمہ ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکے اعرف کہ میں مخفی خزانہ تھا پس میں نے محبوب گردانا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے ایک خلق کو خلق کیا۔ اسی طرح اس خلق نے جسے اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنی معرفت کے لئے خلق کیا تھا فرمایا انا مخفی بجہتہ الحقیقۃ ”یعنی میں بھی حقیقت کی جہت سے مخفی ہوں اس حقیقت کا اظہار آپ نے یوں فرمایا۔ کہ ما عرفنی الا اللہ و علی کہ میری کما حقہٗ کوئی بھی معرفت نہیں رکھتا۔ مگر اللہ تعالےٰ (جس نے مجھے خلق کیا) اور علیؑ“

ذرا غور فرمائیں۔ حکماء یعنی فلسفی قوت عملیہ کے چار درجے بتاتے ہیں:-

(۱) تہذیب ظاہر (۲) تہذیب باطن (۳) تجلی بالصور القدسیہ (۴) فنائے نفس

ان کا قول ہے کہ انسان کامل بننے کے لئے ضروری ہے کہ یہ چاروں درجات طے کئے جائیں تہذیب ظاہر کے حصول کیلئے ہر ظاہری گناہ سے بچنا لازمی ہے۔ مثلاً چوری، زنا، جھوٹ وغیرہ وغیرہ۔ قصہ مشہور ہے کہ امام برحق ناطق حضرت جعفر صادقؑ کے زمانہ میں ایک شخص عوام الناس میں ولی اللہ مشہور تھا۔ ایک دن حضرت تشریف لے جا رہے تھے۔ صحابی ساتھ تھے دیکھا کہ وہی شخص آگے آگے جا رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا مولا یہ وہی ولی اللہ ہے آپ نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے عقب میں چلتے گئے وہ شخص ایک خباز (نانبائی)

کی دکان پر پہنچا اور اس نے دوکاندار کی نظر بچا کر دو نان چرا لئے۔ اس کے بعد ایک پھل فروش کی دوکان سے اسی طرح دو سیب چرا لئے۔ یہ چوری کا مال لے کر ایک غریب عورت کے پاس گیا جو چارپائی پر بیمار پڑی تھی۔ اور دو نان اور دو سیب اسے دے دئے۔ امام علیہ السلام نے اُسے ڈانٹا کہ یہ کیا ہے حلوائی کی دوکان اور دادا جی کا فاتحہ! اس ولی اللہ نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ قرآن مجید سے واقف نہیں ہیں دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا وھم لا یظلمون (پ انعام ع) ترجمہ :- جو ایک نیکی لائے گا تو اس کے لئے اس کو دس گُن عوض دیا جائے گا۔ اور جو ایک بدی لائے گا اس کو سزا صرف اس کی مقدار کے موافق دی جائیگی اور ان پر زیادتی نہ کی جائیگی۔ میں نے دو روٹیاں اور دو سیب چرائے اور خیرات کر دیئے۔ پس چار کا عوضانہ دس گُن یعنی چالیس نیکیاں حاصل ہوئیں۔ چوری چونکہ گناہ ہے اس لئے میرے ذمہ آیۂ بالا کی رو سے چار ہی گناہ آئے پس چالیس نیکیوں میں سے چار کم کر دیئے جائیں تو پھر بھی مجھے ۳۶ نیکیاں حاصل ہوئیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ارے تو نہیں جانتا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے انما یتقبل اللہ من المتقین (پ مائدہ ع) ترجمہ :- ماسوا اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ صرف متقین کے اعمال ہی قبول کرتا ہے چوری کا مال قبول نہیں کرتا۔ یہ شخص ابھی انسانیت کے پہلے درجہ تہذیب ظاہر کو بھی اپنا نہ سکا تھا لیکن لوگوں نے اسے ولی اللہ سمجھ لیا۔ باطن کا منشا یہ ہے کہ انسان وساوس اور اغوائے شیطان سے اس قدر بچے کہ اس کے دل میں بھی گناہ کا خیال نہ آئے۔ اس کے بعد تجلی بالصور القدسیہ کا درجہ آتا ہے۔ جب انسان تہذیب ظاہر اور تہذیب باطن سے آئینۂ دل صاف کر لیتا ہے اس پر صور مجردات قدسیہ اور نفوس مفارقہ یعنی ارواح اور عقول عشرہ کا عکس پڑنے لگتا ہے۔ یہ درجہ حاصل ہونے کے بعد اس سے ایسے افعال صادر ہونے لگتے ہیں کہ مجہول لوگوں کو اس پر خدائی کا دھوکہ ہونے لگتا ہے۔ مثلاً حضرت علیؓ کا بالاعجاز بیک وقت چالیس گھروں کا مہمان ہونا حالانکہ فلسفہ میں طے شدہ ہے کہ کسی شئے واحد کا آن واحد میں مختلف مقامات پر ہونا محال ہے اور تقسیم الشئے الی نفسہٖ وغیرہ محال ہے۔ چوتھا مقام فنا و نفس کا ہے۔ جب انسان تین درجات حاصل کر لیتا ہے تو اسے صور قدسیہ سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ عشق اس حد تک ترقی کر جاتا ہے کہ وہ بالآخر مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے یہاں تک کہ اسے داخلی اور خارجی علائق دنیوی اور جسم سے بھی کچھ خبر نہیں رہتی بس یہی وہ مرتبہ ہے جسے جلوت میں خلوت اور مجالس میں محو ہو لتے ہیں۔ اور چونکہ صور مجردات غیر فانی ہیں۔ لہذا جو چیز ان سے وابستہ ہوگی وہ بھی غیر فانی ہوگی۔ پس چونکہ یہ شخص من تو شدم تو من شدی ..... الخ کے درجہ پر فائز ہوگا۔ اسلئے اس کے لئے فنا نہیں۔ صور پھنکتا رہے گا لیکن مشیت ایزدی کی وجہ سے یہ فنا نہیں ہوگا۔ کما قولہ تعالیٰ یوم ینفخ فی الصور فصعق من فی السموٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ

رپ النمل ع) ترجمہ (اور جس دن صور پھونکا جائے گا جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہے ہل جائے گا۔ سوائے اس کے جسے خدا چاہے گا۔ نیز ارشاد ہے ونفخ فی الصور فصعق من فی السماوات و من فی الارض الا من شاء اللہ (رپ زمر ع) ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں سب گر پڑیں گے۔ سوائے ان کے جن کو اللہ تعالٰی نے چاہے گا) یہی مرتبہ ہے بقا فی اللہ۔

جب انسان ان چاروں درجوں کو طے کر لیتا ہے۔ تو انسان کامل بنتا ہے۔ یہ منتہائے ترقی کا مقام ہے یعنی مقام ختم بشریت۔ نبوت کا مقام اس کے بعد آتا ہے بحیثیت وہبی نہ کسبی۔ یعنی بشر کی انتہائے ترقی فنا رنفس تک ہے۔ اس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن نبوت کا پہلا زینہ اس فنا نفس کے مقام سے بھی بلند ہے۔ اب غور کریں کہ نبوت کے پہلے زینہ کا مقام یہ ہے کہ کل فرشتے جن میں جبریل امین اور میکائیل بھی شامل ہیں۔ اسے سجدہ کر رہے ہیں۔ اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا رپ بقر ع) لیکن جب نبوت ایک لاکھ چوبیس ہزار درجے طے کر کے انتہائی عروج پر پہنچ جائے گی جس کے آگے کوئی مقام نبوت نہیں۔ یعنی مقام ختم نبوت تو اندازہ لگائیے کہ اس کا کمال کس حد تک ہو گا؟ سنئے اس کا مرتبہ یہ ہو گا کہ ایک لاکھ نبوتیں اس کی امت میں داخل ہوں گی پڑھو اذ اخذ اللہ میثاق النبیین ... الخ رپ ال عمران ع) اور خود عرش معلٰے اس کے پاؤں کے جوتے کا فرش ہو گا) ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (رپ النجم ع) فرمائیے اس شان والے رسول کی شان کون بیان کرے۔ حقیقت وہی ہے جو حضور صلعم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے خود فرمائی اور جسے میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ ما عرفنی الا اللہ وعلی۔ کہ مجھے نہیں پہچانا مگر اللہ تعالٰی نے جو میرا خالق ہے اور علیؑ نے۔ اس رسولؐ کے تعارف میں خدا فرماتا ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (رپ انبیاء ع) کہ اے رسولؐ! ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ خدا کی شان ہے الحمد للہ رب العالمین (رپ فاتحہ ع) کہ وہ سب عالمین کا پالنے والا ہے۔ پس جن عالمین کا اللہ تعالٰی خالق اور پالنے والا ہے انہیں کے لئے آنحضرتؐ رحمت ہیں گویا دوسرے لفظوں میں جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں محمد صلعم کی مصطفائی ہے۔ ذرا غور کریں رحمت مصدر ہے۔ رحمٰن اسم فاعل ہے۔ خدا رحمٰن ہے۔ حضور صلعم اس کی رحمت ہیں۔ مصدر کا مفہوم کچھ نہیں ہوا کرتا جب تک وہ فاعل سے نہ ملے معنی نہیں دیتا مثلاً آنا جانا کھانا پینا مصدر ہیں۔ لیکن بے معنی جب فاعل سے ملیں۔ تو با معنی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح رحمت مصدر ہے جب یہ فاعل رحمٰن سے ملے تو مفہوم سمجھ میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے تمام افعال خدا کے افعال تھے۔ کما قولہ تعالٰی وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمی (رپ الانفال ع) ترجمہ اے رسولؐ جس وقت تم نے ان (کفار) کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالٰی نے خود پھینکی تھیں) سب دنیا جانتی ہے کہ مسلمان کرتے وقت آپ اپنے دست مبارک سے

لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کے اس فعل کو بھی اپنا ہی فعل قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (پ ۲۶ فتح ع ۱) ترجمہ:۔ اے رسول حقیقت یوں ہے کہ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں اللہ ہی کا ہاتھ ہوتا ہے) یہ تو ہاتھوں کا فعل ہے۔ اب اور سنئے۔ آپ کے قول کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا قول اور نطق کہا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (پ ۲۷ النجم ع ۱) ترجمہ: میرا رسول اپنی خواہش سے نطق نہیں فرماتا۔ بلکہ اس کی نطق وہی ہوتی ہے جو میں وحی کرتا ہوں۔

اللہ اللہ یہ ہے حضورؐ کی شان کہ آپ کا قول اللہ تعالیٰ کا قول۔ آپؐ کا نطق اللہ تعالیٰ کا نطق آپ کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ ارشاد ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (پ ۳۰ دہر ع ۲) آپ کی خواہش بھی وہی ہوتی ہے جسے خدا اپنی خواہش کہتا ہے۔ جب خداوند عالم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول ہر نطق ہر فعل حتےٰ کہ ہر خواہش کو اپنا قول اپنا فعل اور اپنی خواہش قرار دیا۔ تو حکم دیا۔ کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (پ ۲۸ حشر) کہ اے لوگو! جو کچھ اس میرے رسول سے تم کو پہنچے وہ فوراً بلا چوں وچرا اور بلا تاخیر مان لو اور جس سے آپ منع فرمائیں۔ اس سے فوراً باز آجاؤ۔ یہ ارشاد فرما کر آنحضرت صلعم کی عصمت مطلقہ پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ اگر آنحضرت صلعم سے کسی قسم کی بھول چوک یا غلطی کا شائبہ تک ہوتا تو مطلق پیروی کا حکم نہ دیتا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (پ ۲۱ احزاب ع ۳) ترجمہ:۔ بے شک تمہارے لئے اس میرے رسولؐ میں نیکیوں کا نمونہ موجود ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ سے سوائے نیکی کے اور کوئی فعل صادر نہ ہوگا ورنہ مطلق پیروی کا حکم نہ دیا جاتا۔ خداوند تعالیٰ نے جس قدر انبیاء بھیجے وہ سب کسی نہ کسی مخصوص خطہ یا قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے مثلاً حضرت آدمؑ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ ۱ بقرہ ع ۴) حضرت داؤدؑ یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (پ ۲۳ ص ع ۲) معلوم کہ حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام صرف زمین کے لئے خلیفہ تھے۔ زمین کے علاوہ ان کا کسی اور مقام پر اثر نہ تھا۔ حضرت ہارونؑ قال موسےٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی (پ ۹ اعراف ع ۱۷) آپ صرف قوم موسیٰ کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت عیسےٰؑ رسولاً الی بنی اسرائیل (پ ۳ آل عمران ع ۵) صرف قوم بنی اسرائیل کے لئے نبی تھے حضرت یونسؑ وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون (پ ۲۳ صافات ع ۵) آپ ایک لاکھ سے کچھ زیادہ لوگوں کے نبی تھے۔

لیکن میرے رسول کی نبوت تمام عالمین پر تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (پ ۱۸ فرقان ع ۱) جس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں جہاں

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

مقامِ رسالت

(صحیح اسلامی و عقلی نکتہ نظر)

(از فضیلت مآب جناب ڈاکٹر سید احمد حسین نقوی مدظلہ)

یہ امر اہل بصیرت پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ کا فیضان ہر وقت ہر وجود پر ہر مقام پر اس کے ماحول کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔ تاکہ وہ وجود اپنی منازل حیات کو طے کرتا ہوا پایہ تکمیل تک پہنچ جاوے۔ بالفاظ دیگر کسی شے کو اس کے ماحول کے مطابق اس کی جمیع ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دینے کا نام ربوبیت کہلاتا ہے اپنی اسی صفت کے تحت خداوند عالم نے ہر وجود کو اس کی خلقت کے ساتھ ساتھ ہدایت دی ہے۔ قرآن حکیم اس حقیقت کو یوں الفاظ پیش کرتا ہے۔ ربنا الذی اعطیٰ کل شیء خلقہٗ ثم ھدیٰ یعنی وہی رب ہے جس نے ہر شے کو اس کی خلقت کے ساتھ ساتھ ہدایت دی ہے۔ یہی وہ ہدایت ہے جس کے دم قدم سے بزم کائنات میں چہل پہل اور رونق ہے۔ یہ مثل زبان زد خاص و عام ہے۔ کہ مچھلی کے بچوں کو تیرنا کس نے سکھلایا۔ ادھر پردہ عدم سے منصۂ شہود پر رونق افروز ہوئے اور ادھر تیرنا شروع کر دیا۔ روزمرہ کا مشاہدہ آپ کے سامنے ہے۔ کہ مرغی کے بچے جونہی سفید قلعہ کی دیواروں کو توڑ کر باہر نکلے اور فوراً خوراک کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ انسان اور حیوان کے بچے پیدا ہونے پر ماں کے شیر کی طرف متوجہ نظر آتے ہیں۔ یہ سب نیرنگیاں اور کرشمہ سازیاں اسی ہدایت بالخلقت پر انحصار رکھتی ہیں۔ اب یہاں اس امر کو مد نظر رکھیں۔ کہ حقیقت ایک ہوتی ہے۔ اور نام بدل جاتے ہیں۔ اس ہدایت کو بعض وجدان کے لفظ سے یاد کرتے ہیں بہ زبان انگلش اس کو INTERNAL INSTINCT کہتے ہیں۔ یہی وجدان ایک مقام پر پہنچ کر ضمیر کہلاتا ہے۔ اس ہدایت وجدان کا کام جد و جہد اور سعی کی راہیں کھولنا ہے۔ تلاش اور جستجو کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ ہدایت وجدان کے بعد ہدایت حواس کا درجہ ہے۔ یعنی وہ ہدایت جو قوت ذائقہ۔ قوت شامہ۔ قوت لامسہ قوت باصرہ اور قوت سامعہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ان تمام قوتوں کا کام خارج سے معلومات کا بہم پہنچانا ہے۔ یہاں پر ایک امر مد نظر رکھیں اور وہ یہ کہ ہدایت وجدان اور ہدایت حواس اپنے اپنے دائرے میں کام کرتی ہیں۔ ہدایت وجدان صرف کسی وجود میں رہ کر اس میں جذبہ جد و جہد پیدا کرتی ہے۔ باہر سے اس کو کوئی واسطہ نہیں۔ ہدایت حواس کا کام صرف معلومات کا بہم پہنچانا ہے اور ان نتائج کا اخذ کرنا اور کلیات سے جزئیات اور جزئیات سے کلیات کا مرتب کرنا اس کا کام نہیں یہ ہدایت عقل کا کام ہے۔ اب یہ مشاہدہ ہے کہ فاصلہ پر پڑی ہوئی جسیم چیز کو آنکھ چھوٹا کر کے دکھاتی ہے۔ مگر عقل کا فتویٰ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ آنکھ کی یہ غلطی ہے

بعض وقت میٹھی شے زبان کو کڑوی لگتی ہے۔ مگر عقل کہتی ہے۔ کہ قوت ذائقہ میں نقص آگیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے ورنہ میٹھی چیز کبھی تلخ ہو نہیں سکتی۔ ان شواہد سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ عقل کا کام حواس کو غلطی سے محفوظ رکھ کر ان کی صحیح راہ نمائی کرنا ہے۔ اب وہ لوگ جو عقل پر پہرہ لگانا چاہتے ہیں اور اس سے کام نہیں لیتے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ہدایت حواس تک ہی محدود رہنا چاہتے ہیں لہٰذا وہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ نتائج کا اخذ کرنا عقل کا کام ہے۔ اب یہ امر بھی مشاہدات اور بدیہیات سے ہے کہ عقل اکثر مواقع پر حرص وہوا اور خواہشات نفسانیہ سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور اس دباؤ اور غلبہ کی وجہ سے فیصلہ غلط صادر کر دیتی ہے۔ اندریں صورت ہدایت عقل بھی غلطی سے محفوظ نہ رہ سکی[1]۔ لہٰذا کی حقہ ہدایت نہیں کر سکتی۔ لہٰذا چاہئے کہ خداوند تعالیٰ اپنی ربوبیت کاملہ کے تحت ایسی ہدایت کا انتظام فرما دے جو ہر قسم کی غلطی سے پاک وپاکیزہ ہو جس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہ ہو۔ چاہے وہ غلطی جہلاً ہو یا سہواً۔ ایسی ہدایت جو ہر قسم کی غلطی اور نقص سے مبرا ہو۔ وہ نہیں ہے مگر ہدایت بالوحی۔ جس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں خبر دی ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ۔ یعنی اے حبیبؐ ان سے آپ کہہ دیجئے۔ کہ میں تمہاری مثل بشر تو ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیت کے اندر بشرٌ مثلکم کے بعد جو یوحیٰ الیّ آیا ہے۔ اس کی کیا حیثیت ہے اس کا کیا مقام ہے اس امر کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے یہ مدنظر رکھیں کہ حیوان کی حیوانیت روح حیوانی پر مبنی ہے۔ فی الحقیقت یہ روح ہی حیوان ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح انسانیت روح انسانی پر انحصار رکھتی ہے یعنی وہ روح ہی انسان ہوتی ہے۔ اور اپنے جملہ ماتحت انواع کے تمام کمالات کو حاوی ہوتی ہے۔ مع شے فوائد۔ اب نبی کی نبوت جو ہے وہ روح نبوتی پر منحصر ہوتی ہے یعنی وہ روح ہی نبیؐ ہوا کرتی ہے۔ اب جس طرح انسان کی انسانیت روح انسانی پر مبنی ہے۔ یہی وہ روح ہے جو کہ اس کو حیوانات سے الگ کرتی ہے۔ گویا حیوانات کے مقابلہ میں انسان کی فصل ممیزہ نطق نہیں ہے مگر یہی اس کی روح۔ جس کی وجہ سے یہ حیوانات سے الگ تھلگ نظر آتا ہے۔ نطق اس کی صفت اور اثر ہے نہ کہ فصل ممیزہ۔ اسی طرح نبیؐ کی نبوت کا دارو مدار روح نبوتی پر ہے۔ یوحیٰ الیّ اس کی صفت اور اثر ہے نہ کہ اس کی فصل ممیزہ۔ اب اس مقام پر ملحوظ خاطر رکھیں کہ جتنا فرق روح حیوانی اور انسانی میں ہے۔ اتنا ہی فرق روح انسانی اور روح نبوتی میں ہے۔ ان الفاظ سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس طرح روح حیوانی کسی مقام کسی منزل اور کسی مرتبہ اور درجہ میں جاکر انسانی نہیں بن سکتی اسی طرح روح انسانی کسی وقت کسی مقام پر پہنچ کر نبیؐ نہیں بن سکتی۔ اور جیسے حیوان روح انسانی کی ماہیت وحقیقت جاننے سے قاصر ہے۔ اسی طرح انسان روح نبوتی کی ماہیت وحقیقت جاننے سے عاجز ہیں۔ تاوقتیکہ وہ خود اپنا تعارف آپ نہ کرائیں۔ بہر حال یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ وحی نبیؐ کی صفت اور اثر ہے۔ نہ کہ فصل ممیزہ اب وحی بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ وحی رحمانی اور وحی شیطانی

[1] جزاکم اللہ (معارف اسلام)

گویا وحی کے سرچشمے اور منبع و ماخذ دو ہوئے۔ ایک رحمان اور ایک شیطان اب جس کی طرف وحی ہو سکتی ہے۔ وہ بھی دو ہوئے۔ ایک وہ شخص جس کی طرف رحمان وحی کرے۔ اور ایک وہ جس کی طرف شیطان وحی کرے۔ ان دونوں افراد میں تمیز کرنا ہمارا کام ہے۔ غرضیکہ ہم یہ جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہدایت یا وحی رحمانی ہر قسم کی غلطی سے پاک و پاکیزہ، مبرا و منزہ ہوتی ہے کیونکہ جس کی طرف سے وحی ہے وہ سبحان ہے۔ لہٰذا حامل وحی رحمانی اس عالم ایجاد میں اُس کی سبحانیت کا حسب ظرف آئینہ ہوگا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کی یہ سبحانیت خداوند تعالیٰ کی ہویت کے لئے دلیل ہے۔ لہٰذا حامل وحی رحمانی یعنی ہادی من اللہ عرف عام میں معصوم کہلاتا ہے۔ ایسے ہادی من اللہ کا تعارف خداوند تعالیٰ نے ان الفاظ میں کرایا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے کہ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی اے اولاد آدم جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے پس جو ہدایت کی متابعت کرے اُس پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن۔ ہدایت یہ لفظ تابع اور متبوع کے وجود کو مقتضی ہے فمن تابع کے وجود کو ثابت کرتا ہے۔ اور ھدای متبوع کے وجود کو۔ اس سے یہ امر منکشف ہوتا ہے کہ متبوع مجسمہ ہدایت ہوتا ہے اُس کا وجود ہی سے مجسم ہدایت۔ ہدایت کا فرق و انفکاک کسی وقت بھی اُس سے نہیں ہو سکتا۔ ھادی من اللہ اپنی معرفت قدسی کی وجہ سے مجسمہ ہدایت ہوتا ہے۔ وہ مدرسۂ الوہیت کا تعلیم یافتہ اور ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ وہ اس دنیا میں ہدایت و علم اپنے وجود کے ساتھ لے کر آتا ہے۔ اس کے تمام کمالات ہر وقت بالفعل ہوتے ہیں نہ کہ بالقوۃ جیسے کہ دوسروں کے کمالات کو قبل از بعثت بالقوۃ پاتا ہے۔ وہ معرفت نبوت نہیں رکھتا یہ کہ ایک مستقل موضوع ہے اس پر ہم مبسوط مقالہ سپرد قلم ان شاء اللہ کریں گے۔ ہم یہ کہہ رہے تھے کہ متبوع چونکہ مجسمہ ہدایت ہوتا ہے۔ اس کا ہر قول۔ اس کی ہر حرکت ہدایت کی مظہر ہوتی ہے۔ اس کا اٹھنا ہدایت کے تحت۔ بیٹھنا ہدایت کے تحت چلنا پھرنا ہدایت کے تحت۔ کھانا پینا ہدایت کے تحت۔ بولنا اور خاموش ہو جانا ہدایت کے تحت۔ جنگ کرنا ہدایت کے تحت۔ صلح کا پیام دینا ہدایت کے تحت۔ غرضیکہ ہادی کی کتاب زندگی کے ہر ورق پر سوائے ہدایت کے نقش و نگار کے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی کے کسی پہلو میں کسی قسم کی غلطی کا مشاہدہ کرنا حقیقت میں کوتاہ بینی کا نتیجہ ہوگا۔ اگر وہ کسی قسم کی غلطی کرتا ہے چاہے وہ اجتہادی ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر ہم اس کو مجسمہ ہدایت کسی وقت نہیں کہہ سکتے۔ خدا نے سراپا ہدایت وجود کی یہ صفت بیان کی ہے۔ افمن یھدی الی الحق کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ احق ان یتبع اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی متابعت کی جائے۔ قرآن کریم کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ھادی الی الحق ہے۔ اس کا حق کی طرف ہدایت کرنے سے پیشتر خود حق کی طرف ہونا لازمی ہے یعنی اُس کا ھادی الی الحق ہونا اس کے حق کی طرف ہونے پر متفرع ہے۔ لہٰذا تقدیم اس کی بعثت بالحق مقدم ہے اور بمنزلہ اصل کے ہے۔ اور ھادی الی الحق ہونا بمنزلہ فرع کے ہے جیسے نبی اکرم باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع ہی سے حق

کو زیرِ تحت وما ینطق عن الھویٰ حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے کہ علی مع الحق یعنی علیؑ کو معیت بالحق حاصل ہے۔ معیت بالحق متحقق نہیں ہوتی مگر بہ معرفتِ الہی۔ اور معرفت الیہ حق ہے مگر اتصاف باوصافِ الہیہ پس معلوم ہوا کہ ہادی کا ہدایت کرنے سے پیشتر متصف باوصاف خداوندی اور مظہر کمالاتِ ایزدی ہونا لازمی ہے۔ اہلِ تحقیق اس بات پر متفق ہیں کہ تمامی کمالات کا انحصار کمالاتِ اربعہ پر ہے۔ جو کہ علم وحیات ارادہ اور قدرت ہیں۔ ان میں علم وہ صفت ہے جس پر باقی صفات منحصر ہیں۔ یہی وہ صفت ہے جس کا پہلے پہل خدا نے اظہار کیا جیسا کہ الرحمٰن علم القرآن سے ظاہر ہے۔ معلوم ہوا کہ ہادی وہ جو ہدایت کرنے سے پیشتر من جانب خدا عالم ہی نہیں بلکہ علیم ہوتا ہے۔ وہ مجسمِ ہدایت اس لئے ہوتا ہے کہ وہ مجسم علم ہوتا ہے۔ اب عصمت نہیں ہے مگر نتیجۂ علم۔ لیکن من جانب خدا ہادی جو ہوتا ہے۔ وہ معصوم ضرور ہوتا ہے ہم بار بار عصمت پر زور اس لئے دے رہے ہیں۔ کہ بعض مسلمان نبی پر ایمان رکھتے ہوئے عصمت کے قائل ہیں۔ مگر ان کا قائل ہونا کچھ اس حیثیت کا ہوتا ہے جس سے نبی کی شان میں فرق آ جاتا ہے۔ مثلاً مولوی شبلی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد چہارم ص ۱۳۲ (عقلِ بشری) کے عنوان سے لکھتے ہیں: "اس میں شک نہیں۔ کہ وحی اور ملکۂ نبوت کے علاوہ نبی میں نبوت ورسالت کے فرائض سے باہر کی چیزوں میں وہی عقل ہوتی ہے۔ جو عام انسانوں میں ہوتی ہے۔ اور جس میں اجتہادی غلطی کا ہر وقت امکان ہے۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک اجتہاد کی یہی وہ دوسری قسم ہے۔ جس میں نبی سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اس کا مدار وحی والہام اور ملکۂ نبوت پر نہیں بلکہ انسانی علم وتجربہ پر ہوتا ہے۔ اور یہی وہ قسم ہے جس کا اتباع پیروں پر واجب نہیں اور اس کی بہترین مثال کھجور کی کاشت کا واقعہ ہے" بلفظہ اسی اجتہادی غلطی کی آڑ لے کر مولوی مودودی صاحب نے رسل ورسائل اور اشرف علی تھانوی نے حبیبِ خدا اور تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ نبی نے فلاں فلاں فیصلے غلط کئے اور فلاں غلطی کی۔ ان خیالات کے متعلق ہم تو بعد میں لکھیں گے۔ پہلے ہم مولوی محمد طیب دیوبندی صاحب کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ وہ التشبیہ فی الاسلام میں یوں رقمطراز ہیں "پس کسی نبی کا اور خصوصاً حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی معاملے میں خواہ وہ لباس کا ہو یا قصبہ کا۔ خالی از الہام ربانی ماننا۔ بلکہ اور اشاءاس کو عامہ اہلِ ہوا کا تابع تسلیم کرنا ایک ایسی نارو اجسارت ہے کہ ہر ایک اسلامی ضمیر بھی اس پر اظہارِ نفرت کریگا۔ اور اسلامی تعلیم بھی اسے ٹھکرائے بغیر نہ رہ سکے گی۔ قرآن کریم تو دعویٰ کرے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونے ہیں۔ اور پھر اس اسوہ حسنہ کو کسی خاص نوع عبادت یا معاد یا معاش سے مقید نہ کرے۔ بلکہ مطلقاً ہر عمل کا نمونہ رسول ہی میں ثابت کرے۔ پھر یہاں تک دعویٰ کرے کہ عمل تو عمل نبی کی زبان کی ادنے حرکت بھی ھویٰ

[illegible]

انسان ایسی راہ نمائی کا خواہاں ہے۔ جو غلطی سے محفوظ ہو۔ تو وہ ہستی جو دینی و دنیوی امور کے اندر ہماری راہ نما ہو۔ اس کا معصوم ہونا کسی ثبوت کا محتاج نہیں۔ جبکہ وہ خداوند تعالیٰ کی منتخب کردہ اور فرستادہ ہو مگر افسوس کا مقام ہے کہ بعض مسلمان اپنے دنیاوی امور میں غلطی سے محفوظ راہ نما کے متلاشی ہیں مگر نہیں قائل تو اس کے جس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ اگر عصمت کے قائل بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر بھی خطائے اجتہادی کا پہلو اس میں تلاش کر لیتے ہیں۔ بلکہ قائم کر لیتے ہیں اور کہا جاتا ہے۔ اس میں دگنا ثواب ملتا ہے کیا ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ ایسا کہنے والے کو حکیم ڈاکٹر یا وکیل کے لئے بھی خطائے اجتہادی کا قائل ہونا پڑیگا حالانکہ دلی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ان میں سے ایسا ملے جو غلطی نہ کرے۔ اگر حکیم یا ڈاکٹر کسی کو غلطی سے زہر دیدے۔ تو کیا اُس کا ایسے لوگ پیچھا نہیں کرتے۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ ملتان میں ایک ڈاکٹر اور اُس کے عملہ نے غلطی سے ایک لڑکی کو BARIUM MEAL کی بجائے BARIUM SULPHIDE دے دیا۔ بعد میں تمام پر مقدمہ چلایا گیا۔ یہ سب کچھ اخبار میں تھا۔ دنیاوی امور میں یا یوں کہیئے کہ جسمانی معالج کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ محتاط ہونا چاہیئے۔ نہیں ہونا چاہیئے تو معالج روحانی نہیں ہونا چاہیئے وہ بقول مولوی شبلی عام عقل کا مالک آدمی ہونا چاہیئے۔ ہیئے ہم اب اس مضمون کو ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک بحر بیکراں ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہادی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ عرفانی نقطۂ نگاہ سے اس حقیقت کو پیش کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اپنا تعارف کرانا خداوند تعالیٰ کو محبوب ہے اور یہ امر بھی محبوب ہے کہ مخلوق اُس کے متعلق صحیح معرفت رکھے بغیر کمی وبیشی سے وہ بات پاک و پاکیزہ ہو جو کہ اُس کے متعلق مخلوق تک پہنچے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک واسطہ بین الخالق والمخلوق ہر کجی و زیغ سے محفوظ نہ ہو۔ اس حفاظت کا نام عصمت ہے۔ اپنا تعارف کرانا خداوند تعالیٰ کو ہر وقت مطلوب ہے۔ لہٰذا معصوم ہادی کا ہونا ہر زمانہ میں لابد و ضروری جس کا پتہ ہادیٔ مطلق نے ان الفاظ میں دیا۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃً جاھلیۃ۔ لہٰذا چاہیئے کہ ہر شخص نبی اکرم علیہ السلام اور امام زمانہ کی صحیح معرفت رکھے ورنہ جاہلیت کی موت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ والسلام

(احمد حسین نقوی)

ڈاکٹر سید احمد حسین نقوی کا عارفانہ مقالہ

معرفت النبوۃ والامامت

ضرور منگوا کر پڑھیں۔ امامت و نبوت کی معرفت کے لئے یہ ایک انتہائی علمی مقالہ ہے۔ ... کے ٹکٹ ڈاک ارسال فرما کر حاصل کریں۔

مینیجر دفتر ادارہ معارف اسلام
۵ بی شاہ عالمی گیٹ - لاہور

فلسفۂ عصمتِ نبی

(از علامہ سیّد نذر حسن صاحب گوپالپوری)

کیا میں امید کروں کہ امت مرحومہ کا تعلیم یافتہ طبقہ میرے اس مضمون کو بغور پڑھ کر ٹھنڈے دل سے مسئلہ نبوت پر فیصلہ دے سکے گا؟

اصولی طور پر تخلیق کائنات کے صرف دو ہی نظریے ہیں:-

(۱) ایک خیال یہ ہے کہ اس کائنات کو ایک صاحب کمال ذات نے بایں طور پیدا کیا کہ پہلے ذرات (مادہ) کو پیدا کر کے پھر اس سے اس کائنات کو بتدریج بنایا (۲) دوسرا خیال یہ ہے کہ مادہ (جو ہمیشہ سے موجود تھا) اس سے یہ کائنات اتفاقی طور پر بتدریج وجود میں آ گئی۔

یہ دوسرا نظریہ کہاں تک صحیح یا غلط ہے مجھے اس سے اس وقت بحث نہیں۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آئندہ کبھی اس پر روشنی ڈالی جائیگی فی الحال اس مضمون میں مجھے مسئلہ نبوت سے ایک نئے طریقے پر بحث مقصود ہے۔ پہلے نظریہ کی بنا پر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جب خالق کائنات نے اس کائنات کی خلقت مکمل کر لی، اور اس خلقت کی آخری منزل میں نوع انسانی کا وجود پیش نظر ہوا تو اس نے آئندہ آنے والے انسانی گروہ کیلئے ایک جماعت ایسی بھی محفوظ رکھی جو انسانوں کو انسانیت کے اصول تعلیم کر کے انہیں مکمل انسان بنا دے۔ اس جماعت کا نام اُس نے انبیاءؑ رکھا۔ ظاہر ہے کہ جو جماعت انسانوں کی تعلیم کیلئے خالق کی طرف سے منتخب کی جائیگی اُسے پہلے خود صفات انسانیت میں بدرجہ کمال اکمل ہونا عقلاً لازمی ہوگا اور جن ذاتوں میں خود نقص ہوگا وہ دوسروں کو مکمل کیا بنا سکیں گی یہاں پہنچ کر مسئلہ نبوت میں دو اہم امر ایسے ہی قابل بحث پیدا ہو جاتے ہیں:-

(الف) یہ کہ عہدۂ نبوت آیا خود انسان اپنی کوششوں سے حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ بلکہ خدا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے؟ اور یہ عطا کرنا بھی آیا بلا ترجیح کے ہوتا ہے یا کسی ترجیح کی وجہ سے، اور دوسرے صفات تکمیل انسانیت رکھتے ہوئے آیا انسان خود بخود دعوائے نبوت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بلکہ جب تک خدا اُسے نبی نہ بنائے [illegible] نہیں کر سکتا [illegible]

[illegible]

[illegible]

اسلام کے کل فرقوں میں ان ساری باتوں میں اختلافات ہیں لیکن کلی طور پر بجز ایک گروہ جو اہلسنت کے اندر کا ہے (جس کا کہنا یہ ہے کہ عہدہ نبوت کسبی ہے یعنی انسان کا حاصل کردہ) باقی کل فرقے چاہے اہلسنت کے ہوں یا فرقہ شیعہ کل متفق ہیں کہ عہدہ نبوت وہبی یعنی خداوند عالم کا عطا کردہ ہوتا ہے۔ بہرحال آگے کی تفصیل ان سارے اختلافات کو خود بخود حل کر دے گی جب کہ آپ اس تفصیل کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔

(ب) دوسرا اہم امر یہ ہے کہ آیا نبی کو معصوم ہونا جبکہ ضروری ہے تو کس وقت سے ؟ بجز گروہ اسلام کے ایک فرقہ شیعہ کے جو یہ کہتا ہے کہ نبی کو ابتدائے عمر یعنی پیدائش سے لیکر آخری عمر یعنی مرنے تک ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہونا چاہئے۔ باقی کل فرقے اختلاف رکھتے ہیں۔ کسی کا کہنا ہے کہ دعوائے نبوت کے بعد اس سے گناہوں کا صادر نہ ہونا چاہئے، کوئی کہتا ہے کہ قبل دعوائے نبوت گناہان صغیرہ کا ارتکاب اس سے ہو سکتا ہے نہ کبیرہ کا، کوئی کہتا ہے کہ بچپن میں اس سے گناہوں کا صادر نہ ہونا کوئی ضروری نہیں ...... وغیرہ وغیرہ۔

عصمت کے فلسفہ پر روشنی ڈالنے سے پہلے ہمیں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ معصوم کے معنی کیا ہیں ؟ معصوم کے معنی ہیں کہ جس سے گناہوں کا صدور نہ جبراً بلکہ اختیاراً بھی نہ ہو سکتا ہو۔ ایک امر یہاں پر اور بھی سمجھنے کا ہے وہ ہے محفوظ عن الخطا، محفوظ عن الخطا کے معنی ہیں جو شخص سارے گناہوں سے اپنے کو بچائے رکھے، اور اپنے کو سارے گناہوں سے بچائے رکھنا یہ بھی ممکن ہے جب اس انسان کو سارے اوامر و نواہی شریعت کا علم ہو تاکہ وہ جس طرح منہیات سے بچے اوامر کو ترک بھی نہ کرے کیونکہ اوامر کا ترک بھی اسی طرح گناہ ہے جس طرح منہیات کا ارتکاب اور سارے اوامر و نواہی کے علم کا حصول کچھ زمانہ چاہتا ہے، پھر اتنے زمانہ تک یہ شخص کیسے بدون علم اوامر کا عامل اور منہیات سے گریزاں رہے گا ذرا مشکل ہے ہو نہ ہو کوئی امر ضرور چھوٹ جائیگا یا کوئی منہی ضرور

لہ بلکہ نبی بطن مادر ہی میں ان صفات سے متصف ہوتا ہے۔ (غیاث الدین)

لہ اور آج کل تو انہوں نے جمہوری رو سے متاثر ہو کر نبی کی دو حیثیتیں تسلیم کی ہیں ایک نبوی ایک بشری اور کہتے ہیں کہ جہاں تک نبوی حیثیت ہے اور اسمیں وحی کا تعلق ہے اسمیں غلطی نہیں مگر بشری حیثیت میں غلطی کا امکان ہے ہم کہتے ہیں نبی اکرم کی ہر حیثیت میں اطاعت کرنا حکم امت کو منظور ہے۔ اگر بقول ان حضرات کے نبی کی بشری کیفیت میں دونوں عقیدوں کی تو انکے گمراہ ہونے کا واضح امکان موجود ہے۔ اس کی ذمہ داری کس پر ؟ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ یعنی نبی کی دو حیثیتوں والا سراسر غلط، خلاف عقل اور خلاف اسلام ہے۔ (غیاث الدین)

عمل میں آجائیگا، اسی وجہ سے معصوم اور محفوظ میں یہی فرق ہے کہ معصوم خدائی علم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور محفوظ حصول علم سے پہلے گناہوں سے نہیں بچ سکتا ہاں محفوظ البتہ رہ سکتا ہے اگر وہ تکلیف کے اندر نہ ہو

آپ غور کریں خطاؤں سے بچنے کے لئے دو امر نہایت ضروری ہیں پہلا امر اوامر و نواہی کا علم دوسرا امر ان ہر دو علموں کے بعد نفس امارہ پر پورا قابو رکھنا، کیونکہ علم کے بعد بھی اگر نفس امارہ پر قابو نہ رکھنے والا ہوگا تو برائیاں کر ہی بیٹھے گا، اور نفس امارہ کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت سے مبادیات ترتیبی کا پایا جانا ضروری ہے جسے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ نفس امارہ جبھی قابو میں آسکتا ہے جبکہ ہم ایک با اخلاق انسان ہوں اور اخلاقی خوبیاں بہت دور رس مشروعات کی متقاضی ہیں جس کی تفصیل نیچے درج کی جا رہی ہے۔

خداوند عالم کی غرض نبیوں کے بھیجنے سے ظاہر ہے کہ یہی ہے کہ نوع انسانی مکمل انسان بنائی جائے اور نوع انسانی کو اصول انسانیت کی تعلیم دینے والا نبی کہا جاتا ہے۔ عام انسان کسی انسانی فرد یعنی نبی کی باتوں پر کب عمل کرنے کو تیار ہوگا جبکہ وہ معلم انسانیت اپنی زندگی کے کسی لمحہ میں خود کسی برائی کا ارتکاب نہ کر چکا ہو تو گویا نبی کیلئے لازم ہوا کہ وہ بچپن ہی سے اخلاق سیئہ سے بچتا رہا ہو، اور بچپن ہی سے اخلاق سیئہ سے بچنا یہ جب ممکن ہے جبکہ اس کے مندرجہ ذیل منازل تربیت و تخلیق صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ گذرے ہوں۔

(۱) پہلی منزل، منزل تکوین جنین ہے سائنسی ترقیاتی دور کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ والدین کے مادات منویہ والدین کے جملہ جسمانی و روحانی خصائل کے حامل ہوتے ہیں اور یہ سارے خصائل مادہ منویہ کے ذریعے بچوں تک آتے ہیں، اس بنا پر جو والدین خصائل رذیلہ رکھتے ہونگے ان سے اچھے خصائل کے بچے ہونے قریباً ناممکن ہیں: ـــ یہی وجہ ہے کہ ایک با سمجھ انسان کسی نبی کے والدین کو کافر مان ہی نہیں سکتا کیونکہ کفر بھی تو ایک بڑی رذالت ہے بلکہ سب سے بڑی، والدین کے مادہ منویہ سے فطرت بنتی ہے اور فطرت کے اثرات با زندگی کبھی کبھی بچوں سے ظاہر اور عمل میں آہی جاتے ہیں۔ ایک با اخلاق بچہ با اخلاق والدین ہی سے پیدا ہو سکتا ہے اگر وہ نبی وقت ہونے والا بچہ پہلے ہی والدین سے پیدا ہوگا اور اس میں خدا پرستی کی خو بو والدین کے نطفوں ہی سے آئیگی

(۲) دوسری منزل، منزل رضاعت ہے۔ سب ہی جانتے ہیں کہ غذا کے اثرات جیسی جیسی غذا ہوتی ہے ویسے ہی اثرات اخلاط اربعہ (خون، صفرا، سودا اور بلغم) کی شکل میں جسم انسانی میں رچتے بستے رہتے ہیں یعنی جیسی خراب غذا ہوگی خراب اثرات پیدا ہونگے اور ان کا مظاہرہ [illegible] کی شکل میں ہوگا اور جیسی اچھی غذا ہوگی اس کے اثرات اچھے اور ان کے مظاہرے بھی خوبیوں کی شکل میں ہونگے یہ [illegible] علم فلسفہ سے [illegible]

وقت کا ہے اسی شیرخوارگی کے زمانہ میں جسم انسانی کے سارے قوٰی وجود میں آتے ہیں ہڈیاں بنتی ہیں، پوست تیار ہوتے ہیں دماغی نازک ریشے وجود میں آتے ہیں قلبی اعصاب و شغشیریاں تیار ہوتی ہیں، تو جیسے دودھ سے بچہ پرورش پاتا ہے ویسا ہی وہ آئندہ زندگی کیلئے بنتا ہے یعنی اچھے دودھ با اخلاق ماں کے دودھ سے اچھا با اخلاق اور بُرے دودھ بُری اخلاق والی ماں سے بد اخلاق بچہ تیار ہوتا ہے، اس بناء پر نیک ہونے والا نبی کسی اچھی ہی ماں کے دودھ سے پرورش پائیگا۔

(۳) تیسری منزل / منزل تربیت ہے۔ تربیت یعنی والدین کی سنگت، سنگت وصحبت کا کیا اثر ہوتا ہے اس سے با ہوش دنیا ناواقف نہیں ہے، اخلاقی کتابیں تربیت کے اثرات سے بھری پڑی ہیں، تعلیم یعنی زبانی فہمائش کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا تربیت کا، تربیت بچوں کو اپنے سانچے میں پورا ڈھالتی ہے، اسی لئے اخلاقی ماہرین فن نے تعلیم سے بدرجہا بڑائی تربیت کو دی ہے اگر کسی بچے کے والدین غیر خدا پرست ہوں، بچے کو دودھ بھی ایسا ہی ملے اور پھر تربیت بھی غیر خدا پرستوں ہی کی ہو، ایسا بچہ اگر بفرض محال آگے چل کر اپنے ہوش وسمجھ کے زمانہ میں خدا پرست اپنی تحقیق سے ہو جائے، ممکن ہے، لیکن اس ہوشمندی کے دور تک آتے آتے نہ معلوم وہ کتنے برے اعمال کر ڈالے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور وہ بدکرداری کے بعد پھر مدعی عہد خداوندی (نبوت) ہو کر دوسروں کو بھروسا دلانا یہ ذرا نا ممکن سی بات ہوگی۔ لہٰذا آپ کو یہ بھی ماننا ہی پڑیگا کہ ایک نبی ہونے والے بچے کی تربیت بھی کسی اچھے ہی مربی کے ماتحت ہوتی ہے۔

(۴) چوتھی منزل / منزل تعلیم ہے۔ جو کبھی تو تربیت کے ساتھ ساتھ اور کبھی کچھ ہی دنوں بعد مگر ایک ہی ساتھ ہوتی رہتی ہے۔ تعلیم کے معنی زبانی فہمائش ہے — اوپر کی ہر سہ منزلیں اہم منزلیں تھیں جن کے بعد تعلیم کی منزل ہے، ظاہر ہے کہ اچھی تعلیم وفہمائش وہی لوگ کر سکتے ہیں جو خود بھی اچھے اور با اخلاق ہوں، نیز کہ برعکس ریہ تعلیم کا زمانہ بھی اتفاق سے دور ہوشمندی کے پہلے ہی زمانہ سے متعلق ہے اور اس دور کو بھی کسی اچھے با اخلاق ہی معلم کی ضرورت ہے۔ ایک ہونے والے نبی کا یہ دور دوسرے زمانہ کی سب سے زیادہ با اخلاق ہی معلم کو چاہتا ہے کیونکہ اس کے سپرد خود دوسروں کو ہدایت کرنا اور تعلیم دینا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خالق کائنات اعلم الغیب سے بڑھ کر اور کون معلم ہو سکتا ہے لہٰذا نبی کو خود تعلیم دے کر اس دنیا کو بھیجتا ہے۔ یہ میں نے ایک معمولی سی تفصیل کر دی ہے اس بہت بڑے مضمون کی جسے پندرہ بیس صفحے درکار تھے۔ یہ سارے منازل اچھی صورتوں سے گذرنے ایک آئندہ با اخلاق ہونے والے معمولی انسان کیلئے ضروری ہیں، چہ جائیکہ کسی نبی کیلئے — کیا اس تشریح کے بعد اس امر کے وضاحت کی اب بھی ضرورت رہ جاتی ہے کہ نبی کو کس وقت سے گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے اور وہ گناہوں سے کیسے بچتا ہے اس کی فطرت میں گناہوں سے بچنے کی قابلیت کیسے پیدا ہو جاتی ہے

اس کے خیالات گناہوں سے کیسے کنارہ کش رہتے ہیں، اس کی عادتیں گناہوں کی طرف کیوں مائل ہونے نہیں پاتیں۔ یہ عمدہ قوت خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے یا ہر انسان اپنی کوششوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن پاک نے تو خود ہی صاف کہہ دیا ہے کہ اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ، خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنے عہدہ نبوت کو کس جگہ قرار دے گا۔ مقصد خداوند عالم کا یہ ہے کہ یہ عہدۂ نبوت انسانی بس کی چیز نہیں ہے میں اسے انہیں لوگوں کے حوالے کرتا ہوں جو اسے انجام کو پہنچا سکتے ہوں اور ظاہر ہے کہ اسے انجام کو پہنچانا انہیں لوگوں سے ممکن ہے جو ان ہر چہار منزلوں سے تربیت و پاکیزگی کے ساتھ گذر آئے ہوں اور انہیں میں یہ ساری صلاحیتیں پائی جا سکتی ہیں کیونکہ جو کپڑا گندگیوں سے صاف ستھرا رہتا ہے اُسی پر کوئی رنگ بھی چڑھ سکتا ہے۔ نبی وقت کا بھی یہی حال ہے، اُسے والدین کی طرف سے بچائے گندگی کے صفائی اور پاکیزگی ملنی چاہئے، اچھی رضاعت ملنی چاہئے، آپ نے غور نہیں کیا، آخر جناب موسیٰؑ بر محل سرائے فرعون میں جہاں ایک سے ایک دودھ والی عورتیں مل سکتی تھیں، قدرت نے یہ کیوں اہتمام کیا وقد حرمنا علیه المراضع من قبل—— ہم نے تو موسیٰؑ پر پہلے ہی سے ساری دودھ پلانے والی عورتوں کو حرام کر دیا تھا؟ اس رضاعت کے لئے رسول عربیؐ کی روایات یہ بتاتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خوش صورت و خوش سیرت عورتوں کا دودھ بچوں کو دیا جائے —— تربیت کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں وہ حدیث یاد ہوگی کل مولود یولد علی الفطرة …… سارے بچے فطرت کے قانون یعنی توحید پر پیدا ہوتے ہیں بعد کو ان کے والدین ان کو جیسا چاہتے ہیں یہودی، مجوسی یا نصرانی بنا لیتے ہیں۔ اس روایت پہ غور کرنے سے یہ امر بھی واضح ہو جائیگا کہ توحید پہ پیدا ہونے والے بچے جب والدین کی تربیت سے غیر مسلم ہو جاتے ہیں تو پھر کسی نبی کو خالق عالم جو یہ چاہتا ہے کہ ساری نوع انسانی انسانیت کے اصول پر چلے، نبی کو اخلاق سیئہ کے حامل والدین کے حوالے کیسے کر دے گا، ہرگز نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی موقع آجائے گا یعنی نبی کے موحد والدین اس بچے سے الگ ہو گئے ہونگے یا مر چکے ہونگے تو قدرت اس کا الگ سے اہتمام کرے گی اور اس بچے کی نگرانی موحد ہاتھوں میں دے گی۔ علم کی اہمیت روایت اطلب العلم ولوکان بالصین علم کو حاصل کرو اگرچہ وہ چین جیسی دور دراز جگہ سے حاصل ہو، سے ظاہر ہے۔

مختصر یہ کہ والدین کے مادہ منویہ سے فطرت بنتی ہے اور رضاعت سے فطرت کے اقدار محکم ہوتے ہیں، تربیت سے عادت کی بنیاد پڑتی ہے اور علم سے اس عادت کا پورا رسوخ ہوتا ہے۔ اس کے بعد غور و خوض اور مطالعہ کائنات ہے —— جب کوئی معمولی بچہ ان سارے مراحل کو پاکیزگی کے ساتھ طے کر لیتا ہے اس وقت وہ ایک با اخلاق انسان بچپن سے ہو سکتا

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۴)

خدا کی خدائی ہے (الحمد للہ رب العالمین) وہاں ہی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصطفائی ہے اور یہ وہ مقام ہے جو کسی نبی یا مرسل کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ ارشاد ہوا۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (پ ۲۶ حجرات ع ۱) کہ اے مومنو میرے رسول کی آواز پر آواز نہ نکالو۔ ولا تجہروا لہ بالقول۔ بلند آواز سے آپ سے بات مت کرو۔ پھر فرمایا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (۲۶) میرے رسول کے آگے مت چلو لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (پ ۱۸ نور ع ۹) میرے رسول کو عام آدمیوں کی طرح نہ بلاؤ۔ ذرا خداوند تعالےٰ کے نزدیک میرے رسول کی محبوبیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہے لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون (پ ۱۴ حجر ع ۵) اے رسول تیری جان کی قسم یہ لوگ اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں ۔۔۔ قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو اس کی ذاتی عزت ومنزلت کے مطابق پکارا جاتا ہے یعنی تخاطبہ میں مخاطب کی وجاہت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے والدین نے اس کا نام فضل دین رکھا ہو اور وہ کم حیثیت ملازم ہو۔ تو اسے اوے پھجیا کہہ کر پکاریں گے۔ اس سے بلند ہو تو فضلیا کہہ دیں گے۔ برابر کے درجہ پر ہو تو بھائی فضل دین صاحب وغیرہ۔ لیکن اگر یہ فضل دین یا پھجا کوئی بڑا آدمی ہو۔ مثلاً تحصیلدار یا تھانیدار وغیرہ تو پھر اس کا نام نہیں لیتے۔ کیونکہ نام لے کر پکارنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ پھر یا تو اس کی ذات کا نام پکاریں گے۔ مثلاً جناب شیخ صاحب جناب شاہ صاحب جناب خان صاحب جناب ملک صاحب وغیرہ وغیرہ یا تھانیدار صاحب یا تحصیلدار صاحب کہہ کر پکاریں گے ۔۔۔ قرآن مجید کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب انبیاء کو نام لے کر پکارا۔ مثلاً

یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ ۔ یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض

یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی ۔ یا یحییٰ خذ الکتاب وغیرہ وغیرہ

لیکن میرے رسول کا نام نہیں لیا گیا۔ بلکہ خطابات سے مخاطبہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔ یا ایھا النبی جاہد الکفار والمنافقین

یٰسین والقرآن الحکیم

اے میرے رسول۔ اے میرے نبی۔ اے میرے سردار۔ اے سید اور ۔۔۔ اگر میرے رسول کو دیکھا کہ چادر اوڑھے ہوئے ہیں یہ ادا پسند آگئی۔ ارشاد ہوا۔ یا ایھا المدثر۔ اے میرے چادر اوڑھنے والے نبی ۔۔۔ کمبل اوڑھا تو ارشاد ہوا۔ یا ایھا المزمل۔ اے میرے کمبل اوڑھنے والے رسول۔ طہارت کا خیال آیا تو ارشاد ہوا طٰہٰ اے میرے طاہر ومطہر رسول ۔۔۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول کی معرفت کما حقہ حاصل نہیں کی۔ ورنہ آج دنیا کی نظروں میں یوں ذلیل وخوار نہ ہوتے۔ اور اسے اپنے جیسا بشر قرار نہ دیتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنظیم ملت کے سلسلہ میں تین اہم اور قابل غور مضامین

(۱) دینی تنظیم و تبلیغ کیلئے تین نکاتی پروگرام

(از مدبر ملت سید علی احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی سابق صدر حکومت آزاد کشمیر)

(۱) دین اسلام دین اللہ: دین اسلام دین اللہ ہے۔ اس دین کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ
عفاف و عدل۔ آئین الٰہیہ کے مطابق زندگی بسر کرنا اور اللہ سے ڈرنا۔ سلامتی و امن دنیا میں
قائم کرنا اور فساد نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ سلامتی و امن کی تعلیم دیتا ہے اور فساد فی الارض سے منع
فرماتا ہے۔ عبادت صرف اللہ واحد لاشریک کی کرنا۔

(۲) دین انبیأ و مرسلین: تمام انبیا و مرسلین کا دین آدم سے لیکر خاتم النبیین و سید
المرسلین تک یہی دین اسلام تھا اور یہ قیامت تک جاری ہے۔ یہ تمام انبیا و مرسل ایک واحد
امت تھے۔ اللہ کو معبود برحق واحد، اور مالک السمٰوٰت و الارض واحدہٗ لاشریک ماننے والے
تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے اور اطاعت کرتے اور اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے اور جو آیات
اُن پر نازل بذریعہ ملائکہ (یعنی وحی) ہوئیں اُن کی تبلیغ اور اس وحی کا اتباع کرتے تھے اور اس
پر عمل پیرا تھے اور اپنی امت کو تبلیغ کرتے اور تعلیم دیتے تھے اور اللہ کی آیات کے خود مطیع تھے۔

(۳) مسلمین اور اُن کا اصول: اور اللہ کی آیات پر ایمان لانے والوں اللہ واحد
لاشریک کی عبادت کرنے والوں اللہ کی اطاعت کرنے والوں اور رسولوں پر ایمان لانے والوں
اور اطاعت کرنے والوں کا اللہ نے "مسلمون" یا "مسلمین" نام رکھا۔ اللہ نے فرمایا۔ کہ
میرے رسول آخر غالب آئینگے۔ یہ مسلمون (۱) اللہ (۲) ملائکہ (۳) کتب آیات اللہ (۴) رسولوں
(۵) یوم آخرۃ یا یوم الدین پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ جو لوگ قرآن حکیم و عظیم کی آیات کے مطابق
(۱) اللہ (۲) رسالت و نبوت (۳) اور قیامت یا معاد پر ایمان لائے وہ مسلم کہلائے۔

(۴) ملت ابراہیمؑ۔ امامت: اور جنہوں نے ان تین اصولوں کے ساتھ ساتھ اصول
عدل آئین کتاب الٰہیہ۔ اصول امامت محمدیہ یعنی ملت ابراہیمی پر اعتقاد، علم، فہم حاصل کیا

اور آثار صحابہ کی فقہ دین کے مطابق علم و اعتقاد رکھکر صالح عمل کیا وہ مسلم اور اس کے ساتھ مومن کہلائے۔

(۵) **عالمی تنظیم** :- چونکہ دین اللہ اسلام صرف کسی ایک خطہ یا ملک یا ایک قوم کیلئے نہیں بلکہ تمام ارض اور عالمین کے لئے ہے اسلئے دین اسلام تمام دنیا اور تمام اقوام کے لئے دین ہے اس لئے اس کی تنظیم تمام عالم کی ایک ہی ہونی چاہئے۔ اسوقت دنیا انسانوں کے مندرجہ ذیل طبقات پر مشتمل ہے۔

(ا) جو تمام کتب الہیہ و تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں وہ تمام دنیا میں مسلمین ہیں۔

(ب) جو چند کتب الہیہ پر اور چند رسولوں و انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں وہ اہل کتاب جیسے یہود و نصاریٰ یا عیسائی وغیرہ

(ج) جو اللہ واحد لا شریک کے ساتھ بیر کسی اور ہستی بت - انسان یا جن یا حیوان یا پتھر کی عبادت کرتے ہیں وہ مشرک ہیں اور آیات اللہ سے انکار کرنے والے یا آیات اللہ و رسول کو جھٹلانے و انکار کرنے والے کافر ہیں

۶۔ **موجودہ دنیا میں انسانوں کی مذہبی تقسیم** :- اس وقت (یعنی ۱۹۶۰ء) میں تقریباً تمام دنیا کی آبادی دو ارب پچاس کروڑ کے لگ بھگ ہے اور وہ مذہبی و نظریاتی طور پر مندرجہ ذیل ہے :-

تعداد ممالک			
۲۶	(۱) کرسچیانٹی (عیسائیت یا نصاریٰ معہ یہودیت)	۷۰ کروڑ	(اہل کتاب)
۴۴	(۲) دین اسلام کے پیرو	۶۰ کروڑ	(مسلم)
۱۱	(۳) بدھ مت	۵۰ کروڑ	(مشرک)
۱	(۴) ہندو مت (معہ آریہ و جین)	۴۰ کروڑ	(مشرک)
۱۰	(۵) کمیونزم (دھریت)	۲۵ کروڑ	(کفار دھریہ)
۱۰	(۶) دیگر مذاہب معہ پارسی مجوسی سکھ وغیرہ	۵ کروڑ	(مشرک)
۹۲		کل ۲۵۰ کروڑ	

۷۔ **مختلف مذاہب کی تنظیمیں** :- اب میں ہر ایک مذہب کی نہایت مختصر تنظیم و تبلیغ کا ذکر کرونگا، اور یہ صاف ظاہر ہوگا کہ مسلمانان عالم بحیثیت مجموعی دیگر مذاہب سے زیادہ بدنظم ہیں اور متحد نہیں جتنے دیگر مذاہب والے یا نظریات والے متحد ہیں :-

تنظیم اہل کتاب - اب پہلے نصاریٰ (کرسچیانٹی) کو لیجئے دو فرقوں یا مذہبوں میں منقسم ہے

۱- رومن کیتھولک تنظیم - رومن کیتھولک جو ایک پوپ جولی کے تحت ۵۰ کروڑ ہیں اور دنیا کے ملکوں میں اس کو اپنا ایک مذہبی لیڈر یا پیشوا مانتے ہیں - اور جولی پوپ آف روم کے

تحت ان کے تمام چرچز (CH RCHES) ہیں۔ اور پوپ ہی (۱) کارڈینلز (۲) آرچ بشپس بشپس (۳) چیپلینز (۴) ڈیکنز کو مقرر کرتا ہے اور اختیار دے دیتا ہے۔ ان کا خرچ دنیا کے تمام چرچوں میں تبلیغ۔ تعلیم۔ ہسپتالوں میں خرچ کی تقسیم۔ کتب دینی۔ تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اور عیسائیت کا بپتسمہ (یعنی تقلید یا بیعت) ہر بالغ عیسائی سے لیا جاتا ہے اور ہر بالغ رومن کیتھولک ممبر ہے۔ اس لئے اس تنظیم کے ۲۵ کروڑ کے قریب دنیا میں ممبران ہیں۔ پادری ہر ملک وہر زبان میں بائیبل کی تعلیم وتبلیغ کر رہے ہیں۔

اور دو کونسلیں ہیں (۱) ایک چار تہائی سے زیادہ کارڈینلز کی مرکزی (۲) ہر ملک میں آرچ بشپس کی کونسل۔ پوپ کے نمائندے ایلچی تمام ممالک کی حکومتوں کے ساتھ مقرر ہیں اور ان کے تحت علاقے یا ملک تنظیم وتبلیغ وتعلیم کے لئے منقسم ہیں۔

۲۔ پراٹسٹنٹ تنظیم۔ پراٹسٹنٹ کل دنیا میں ۲۰ کروڑ کے قریب ہیں۔ ان کے چرچ اپنے اپنے ملک وحکومت کے دائرہ میں مرکز ہیں اور انہوں نے بھی دنیا میں اپنے پادری بشپ۔ ڈیکن وکل سے یا اپنے ملک سے مقرر کر کے چرچوں کا نظام دنیا میں کیا ہے۔ ان کے اپنے اپنے ملک میں چرچ (CHURCH ACTS) ایکٹس کے تحت تنظیم کی کونسلیں ہیں مثلاً چرچ آف انگلینڈ چرچ آف سکاٹ لینڈ۔ چرچ آف امریکہ بیشتر یہ دیگر WORLD COUNCIL OF CHURCHES کی تحریک سنہ ۱۹۱۰ء سے جاری ہے

(۳) اسی طرح جہاں جہاں یہودیوں کی آبادی یورپ امریکہ وغیرہ میں ہے۔ وہاں ان کی تنظیم ایک ہے اور تمام دنیا کے یہود کی ایک مرکزی تنظیم ہے

یہ اہل کتاب کی تنظیمیں صرف تمام ملکوں میں ہی اور مرکزی نہیں۔ بلکہ ان میں RELIGIOUS NON-GOVERNMENT ORGANIZATIONS UNITED NATIONS CULTURAL SOCIAL AND EDUCATIONAL کا الحاق COMMITTEE کے ساتھ رابطہ ہے اور اپنے مذہبی مفاد کو اس کمیٹی کی معرفت اقوام متحدہ یو۔ این۔ او۔ سلامتی کونسل وجنرل اسمبلی تک مذہبی آواز کا سلسلہ ورابطہ پہنچایا ہوا ہے۔ حکومتوں کی طرف سے بائیبل کے سرکاری ترجمے کرا کے چھپوائے جاتے ہیں اور تقسیم کئے جاتے ہیں۔

اس طرح عیسائی ممالک مثلاً انگلینڈ میں پارلیمنٹوں میں بھی بشپس {SPIRITUAL LORDS} نمائندگی کرتے ہیں بلکہ انگلینڈ کے فوجی محکموں میں چیپلن لفٹنٹ سے چیپلن جنرل تک تمام آدمی بحری۔ بری۔ ہوائی فوج میں چیپلن ہیں اور وہ چرچوں اور قبرستانوں (GRAVE SERVICES)

کا انتظام قواعد و ضوابط کے تحت چرچ ایکٹ کے ماتحت سنبھالے ہیں۔ ہر ایک سپاہی و افسر کو بائیبل (PRAYER BOOK) مفت گورنمنٹ مہیا کرتی ہے۔ امریکہ میں ایک لاکھ بائیبل سالانہ چھپوائی جاتی ہے اور تقسیم ہوتی ہے۔

۸۔ وائے بر حال ما۔ اسلامی ممالک میں صرف (LIP SERVICE) زبانی جمع خرچ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا تو ہر ایک مسلمان و مولوی کے زبان زد ہے۔ . . . . . مگر عمل و نیت کی رو سے اختلفوا و تفرقوا۔ اور غیر مسلموں کا طریقہ مسلمان سیاسی لیڈروں و مختلف مذہب کے علماء نے جو طیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ یہ ہے من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً کل حزب بما لدیھم فرحون (۳۰/۳۲ روم) ان لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے فرقہ فرقہ ہو گئے اور ہر گروہ اپنے طریقہ پر نازاں ہے یا فرحت و خوشی و انبساط میں مبتلا ہے۔

یہ دین جو دوسروں کے تفرقہ و اختلاف کو مٹانے آیا تھا اور اس کو حکم تھا کہ "کہدو کہ آؤ اے اہل کتاب ایک بات پر ہم متفق و متحد ہو جائیں کہ ایک دوسرے کو لارڈ نہ مانیں بلکہ (آیات اللہ) پر چل کر اللہ تعالے کو حقیقی لارڈ۔ مالک۔ بادشاہ۔ معبود مانیں اور اس کی اصلی حق (سچی) آیات پر ایمان لا کر اس اصول توحید پر متفق ہو کر کام کریں تعاون کریں اور اختلافی مسائل پر جو فقہی ہیں ان کے متعلق لکم دینکم ولی دین۔ لا اکراہ فی الدین پر کاربند ہوں۔ اختلافی امور میں تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے۔

مگر افسوس کہ جو پالیسی علماء و اسلامی فرقوں یا مذہبوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ قرآن حکیم نے اہل کتاب کو اور ان کے علماء و رہبان کو ان کے اختلاف پر مذمت کی ہے۔ مگر دراصل وہ باتیں عملی طور پر ہمارے علماء و مولویوں و سیاسی لیڈروں کے اعمال و کردار و نیتوں میں آگئی ہیں[1]۔ اگر اللہ اس دین اسلام و قرآن عظیم کا محافظ نہ ہوتا تو خدا جانے ہمارا انتشار و نا اتفاقی میں کیا حال ہوتا۔ جیسے پہلی امتوں و قوموں کا بے اصولی پر ہوا۔

۹۔ اب بھی وقت ہے۔ ہم نیتوں و اعمال کو قرآن حکیم و سنت رسول اللہ و آئمہ ھُدیٰ کے طریقہ پر شخصی طور پر اور قومی طور پر چلائیں اور اپنے نفسوں و اہل کو نار سے بچاویں

[1] الحمد للہ کہ بعض ایسے علماء بھی ابھی تک موجود ہیں جو بلاشبہ ثقہ اور صالح ہیں اور خدمت دین اسلام بے لوث اور مخلصانہ طور پر انجام دے رہے ہیں۔ جن علماء کا ذکر سید صاحب موصوف فرما رہے ہیں۔ یہ ہستیاں اُن سے مستثنےٰ ہیں۔ (معارف اسلام)

اور اقرباء میں بھی اور تمام مسلمانوں و ملک میں تبلیغ تنظیم تعلیم کو عام کریں تفرقہ والی باتوں کو نظر انداز کریں اور اتحاد - اتفاق - اپنی مذہب و ملت بلکہ تمام دین اسلام کے دو بڑے فرقوں یعنی (۱) سنت جماعت (۲) و محبان محمد و آل محمد یعنی اتباع آئمہ اہلبیتؑ کا کرنے والوں میں پیدا کریں۔

۱۰۔ **تین نکاتی پروگرام** - یہ ہر دو فرقے ظاہری طور پر تو دو باتوں میں متفق ہیں۔ یعنی (۱) قرآن عظیم (۲) سنت رسول اللہ پر چلنا عمل پیرا ہونا - اس لئے میرا تین نکاتی پروگرام برائے تنظیم یہ ہے

(۱) **اتحاد بین المسلمین** کے لئے اہلسنت والجماعت سے تعاون کیا جائے - قرآن و سنت رسولؐ میں جو سنی شیعہ اصولوں و ضروریات دین میں اتفاق ہے یا قرآن و احادیث کے جن مسئلوں میں اتفاق ہے اس پر متفقہ ریسرچ کے تنظیم علماء بنا کر متفقہ امور دین میں تبلیغ تعلیم و عمل کریں اور جن مسائل میں اختلاف ہے ان کو اپنے اپنے طریقہ اور اپنی تنظیم میں احسن طور سے تبلیغ کریں۔

(۲) **اہل کتاب سے تعاون** - اہل کتاب خاص کر علماء توریت - زبور - انجیل اور قرآن حکیم کی آیات میں توحید - رسولوں - قیامت کے احکام میں اتفاق ہے متفق ہوں ان سے بر و تقویٰ میں تعاون کریں اور اثم و عدوان میں عدم تعاون

(۳) **خود اپنی تنظیم** - قرآن و سنت رسولؐ کی تعلیم و عمل جیسے آئمہ اہلبیت نے اصول و فروع فقہ میں بتائی ہے اسی کی تعلیم دیں۔ تبلیغ کریں۔ متفق ہو کر مرکزی مجلس مجتہدین کے تحت تنظیم ہو - اور وہ پہلے **پاکستان میں پھر قریبی اسلامی ممالک کی تنظیم** - پھر اسلامی ممالک میں تنظیم، تعلیم و تبلیغ کی جاوے - اور دیگر ممالک کے علماء سے تعاون ہو - اس کے لئے تمام علماء - مجتہدین - مساجد کے پیشنماز گاؤں - محلہ - جامع مساجد - مذہبی مدارس - رسائل - اخبارات - مذہبی کتب کے سنٹر تعاون کریں - اردو - بنگالی - انگریزی - عربی - فارسی میں قرآن حکیم کا ایک متفقہ ترجمہ - اور اپنے پریس چھاپے خانے مغربی و مشرقی پاکستان کے دارالخلافہ میں جاری کریں - اور احادیث آئمہ اہلبیتؑ و فقہ کی کتب کے اردو ترجمہ کے لئے ایک علمائی کمیٹی مقرر کر کے شروع کیا جاوے - پھر ملک میں تمام ڈویژنوں - ضلعوں - شہروں - قصبوں تحصیلوں - دیہات - محلوں میں تعلیم و تبلیغ شروع کی جاوے - کیونکہ رسول اللہ کی حدیث ہے کہ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ اور یہ فرض تعلیم پہلے سب سے پہلے آیات و قرآن کی تعلیم ہے - اور اس کے بعد احادیث و فقہ کی سب سے پہلے اصول دین و فروع دین کی تفصیل سے اشاعت تبلیغ کی جاوے۔

۱۱- اس تعلیم - تبلیغ - تنظیم کے لئے تجویز:-

(۱) مجلس یا کونسل آف مجتہدین پاکستان - مرکزی -

شعبہ جات تحتی مجالس

(۲) کونسل آف علما جامع مساجد و مکاتب - مدرسین معلمین - خطیب - واعظین و مبلغین۔

(۳) کونسل علما مساجد - خطیب واعظین و مبلغین ۔

(۴) مجلس مدیران رسائل و اخبارات

(۵) مجلس مترجمین مؤلفین و مصنفین اسلامی کتب معہ کتب فروشان

۱۲- نوٹ ۱ بار ایٹ لاء - ایڈووکیٹ یا ججز جو محمڈن لا کے پورے واقف اور L.L.M وغیرہ ہوں وہ مجالس میں شامل ہوں - معارف اسلام اُن کو دعوت دے - اور ابتدا شروع کرے - اور عالم یہ اقرار کرے کہ وہ اپنی بجائے دوسرے علما کو عہدوں میں وہ اپنے پر ترجیح دیگا - اگر مجلس میں متفقہ فیصلہ ہو کہ فلاں عالم زیادہ عالم یعنی اعلم و اعدل ہے اور متقی و صالح عمل ہے - اور وہ محنت اور وقت اس عہدہ کے لئے دے سکتا ہو تو اس کی صدارت کے تحت عمل کیا جاوے - پوری تفاصیل یہ مجالس خود طے کر سکیں گی -

نوٹ ۲ - سیاسی تنظیم میں بھی اقوام متحدہ کے ممبران میں مسلم ممالک پیچھے ہیں۔

	بلاک		سلامتی کونسل	جنرل اسمبلی	
(۱)	یورپین	N.A.T.O	۳	۱۹	ممالک اقوام عیسائی
(۲)	امریکن	O.A.S		۲۰	" "
(۳)	کمیونسٹ		۱	۱۰	ممالک
(۴)	بدھ ممالک		۱	۱۱	
(۵)	افریقہ مع دیگر ممالک		-	۱۰	
(۶)	اسلامی ممالک		-	۲۲	۲۲ مجلس ایشیائی ازاں ۱۲ عربی - لیگ
(۷)	ہندو ملک		-	۱	
	میزان		۵	۹۲	

۱۱ - ربیع الاول ۱۳۸۰ھ
مطابق
۴ ستمبر ۱۹۶۰ء

سید علی احمد شاہ

(۲) آخر یہ دماغی عیاشی کب تک؟

لمحۂ فکر برائے مفکرین قوم

(از مدیر ملت آغا سید فتح علی شاہ صاحب ناظم الامور جعفریہ ایسوسی ایشن پاکستان لاہور)

جو ذوات مقدسہ باعث احیاء و بقائے اسلام ہیں ان کا اعلائے ذکر یقیناً موجب سعادت دارین ہے۔ یہ نصب العین اور یہ مشن فی نفسہٖ ہماری حیات ملی کا متضمن ہے۔ افراد اہل بیتؑ کی محافل ولادت اور ان کی مجالس شہادت کا انعقاد بالخصوص عشرہ محرم الحرام تا ختم ایام اربعین کے علاوہ سال بھر اقصائے عالم کے ہر گوشے، ہر طبقے ہر فضا اور ہر رنگ میں ہوتا رہتا ہے اور بفضل ایزدی ہوتا رہیگا۔ مواعظ و تقاریر کا سلسلہ اپنے موقع و محل کے لحاظ سے جاری و ساری رہنا چاہئے۔ علمائے کرام کی تقاریر ہم سنتے رہے اور سنتے رہیں گے۔ پس نہ اس مقصد سے انکار ہے۔ نہ اس کے مخالف ہیں نہ تبلیغ کا دروازہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ ہی اعلائے کلمۃ الحق سے مانع ہیں کیونکہ یہی وہ درسگاہ ہے جس سے ہمارے بزرگ و خورد علوم دینیہ سے جھولیاں بھر کے اٹھتے ہیں اور دیگر فرق اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں لیکن زمانہ کی روش بتا رہی ہے کہ اکثر حضرات نے یا تو ان مجالس کو دماغی عیاشی کا سامان بنا رکھا ہے یا فراہمی چندہ کا ایک ذریعہ یہ جملہ امور ارتقائے قومی کیلئے مضرت رساں ہیں۔ انجمنوں کی کثرت افراد قوم کو چھوٹی چھوٹی پارٹیوں میں منقسم کردیگی قوم میں اختلاف رائے اور انتشار رونما ہونگے۔ اتحاد قومی کو ضرب لگے گی۔ حسد و بغض، منافرت و افتراق ترقی پذیر ہونگے۔ ایک دوسرے کی ضد اور فوقیت حاصل کرنے میں تو اب ایسا عظیم الشان مقصد فوت ہو کے رہ جائیگا۔ جہاں نیت میں خلل آیا ثمرہ عمل کی امید موہوم ہو جائیگی۔

قوم کے غور و فکر کیلئے یہ چند سطور خالصتاً لوجہ اللہ پیش کی جارہی ہیں۔ للہ قوم پر رحم فرمائیے کانفرنس سازی اور انجمن بازی کے ذریعہ سے اتحاد ملی کو پریشان نہ کیجئے۔ کوئی ایسا ٹھوس قدم اٹھائیے جس سے قوم کو مستقل اور دوامی فائدہ ہو۔ رفتار زمانہ مقتضی ہے کہ دوسری قوموں کے دوش بدوش چلنے کیلئے ایسا پروگرام مرتب کیا جاوے۔ جو اپنی ضروریات کو بھی پورا کرے اور دوسری قوموں کے ساتھ میدان ترقی میں گامزن ہو سکیں۔ جہاں تک اپنی ضروریات کا تعلق ہے اتنے بڑے شہر میں کوئی عیدگاہ نہیں۔ کوئی قبرستان نہیں۔ کوئی جلسہ گاہ نہیں۔ کوئی پریس نہیں۔ کوئی مرکزی کتب خانہ یا دار المطالعہ نہیں۔ کوئی ایسی درسگاہ نہیں جہاں دینی اور دنیاوی تعلیم کا مجموعی انتظام ہو۔ کوئی دینی کتب کی نشر و اشاعت

کا مستقل ادارہ نہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے قوم میں ممتاز و متمول افراد کی کمی نہیں جن کے چشم و ابرو کے اشارے پر دولت کے ڈھیر لگ سکتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر روز نئی انجمنوں کے قیام کے اور محض نشستند و گفتند و برخاستند پر اکتفا نہ کیا جاوے بلکہ ایسے تعمیری کام اختیار کئے جائیں جن سے آئندہ آنے والی نسلیں فائدہ اٹھا سکیں۔

موجودہ ضروریات کے پیش نظر لاہور ایسے شہر میں کم از کم ایک شیعہ سکول اور شیعہ کالج کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ ہمارے بچے اپنے مذہب سے خبردار ہو سکیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہمارے پاس اکثر شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ہمارے بچوں کو سکولوں میں ان کے عقائد کے خلاف مذہبی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اے قوم! کیا ہماری غیرت ایمانی کا یہی تقاضا ہے کہ ہم چندہ فراہم کر کے کارنیوال سرکس کی طرح مختلف کھیل دکھا کر بزم نشاط قائم کریں اور ایک سکول اور ایک کالج بھی تعمیر نہ کرا سکیں۔ پس ہم اکابرین ملت سے بخلوص دل یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہماری تحریر کو جو سراسر نیک نیتی پر مبنی ہے بغور ملاحظہ فرمانے کے بعد کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں اور غیر ذمہ دار اداروں کو چندہ کی گراں بہا رقوم دے کر روپیہ ضائع و برباد نہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ

(سید فتح علی شاہ)

(۳) قومی و مذہبی قیادت کے لئے دینی درسگاہوں کے طلبا کی تیاری

دینی طلبا کے وقار کا راز غور و فکر کرنے اور اپنے میں مجاہدانہ روح پیدا کرنے میں ہے

(از مدبر ملت سید حسن بلتستانی مدظلہ ۔ کراچی)

یوں تو برصغیر ہند کے مسلمانوں کا زوال بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا مگر ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد مسلمانوں کا رہا سہا وقار بھی جاتا رہا مسلمان ہر طرف منتقمہ نگاہوں سے دیکھے جانے لگے۔ یہ صحیح نہیں کہ اس تنزل اور انحطاط کو کسی نے محسوس نہ کیا ہو یا مسلمانان ہند کی اس گرتی ہوئی حالت سے چشم پوشی کرتے ہوئے لوگ اللہ پر ڈوری لگائے بیٹھے رہے ہوں۔ بلکہ بعض چھوٹے بڑے حکمرانوں نے بھی اس قومی زوال کو محسوس کرتے ہوئے اکثر اوقات قدم آگے بڑھائے۔ ہم اپنے موضوع کے ماتحت اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتے کہ کب کب کیا حالات گزرے۔ مگر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ علماء اسلام نے اس کا کیا اثر لیا۔ پس جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ علما کی ایک جماعت میں ان واقعات کے ماتحت عجیب روح پیدا ہوئی اور اس احساس سے ان میں عملی اقدام کی آگ سلگ دی اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ وہ آگ آج تک نہیں بجھی۔

علماء اہلسنت میں ریاست پسند تحریک جناب شاہ ولی اللہ سے شروع ہوتی ہے مولانا موصوف اپنے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ایسے افکار کی تبلیغ فرماتے رہے اور ان کے بعد شاہ عبدالعزیز نے اس مشن کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا۔ یہاں تک کہ یہ انہی افکار کے نتائج تھے کہ اسی درسگاہ کے دو نمونے شاہ اسمٰعیل اور سید احمد تھے جو اس قربان گاہ میں کام آئے۔ گو اس کے فوری بعد اس جماعت کے افراد منتشر ہو گئے مگر اندرونی طور پر یہ تحریک ختم نہ ہوئی۔

اس ابتدائی دور کے فوری بعد دوسرا دور دیوبند اور علی گڑھ کی دینی و دنیوی تعلیم کی تحریک کے تشکل میں نمودار ہوتا ہے۔ عوام کا یہ خیال درست نہیں کہ دیوبند مثل دیگر دینی درسگاہوں کے ملاؤں کا مدرسہ ہے اور یہاں سے مسجدوں کے لئے ملاں مولوی تیار ہوتے ہیں یا خوش بیان واعظ جا کر گوشے گوشے پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ دیوبند مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک مکتبہ فکر خیال

کا مرکز ہے اور یہ درس گاہ طلباء میں ایک روح پیدا کرتی ہے۔ اور یہاں کے طلبا اپنا نصب العین حاصل کرنے میں سخت متشدد ہوتے ہیں یہاں کے فارغ التحصیل اگر ایک طرف مسجدوں کی امامت سنبھال کر اپنے خیالات کی اشاعت کرتے ہیں تو دوسری طرف یہاں کے مفکر سیاسی میدان میں پیش پیش قید و بند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے نصب العین کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ دیوبند میں غور و فکر کی آزادی کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ اگر حسین احمد صاحب مدنی کانگرس کے پلیٹ فارم پر گامزن ہیں تو بشیر احمد صاحب عثمانی مسلم لیگ کے ذریعے تحریک آزادی میں پیش پیش رہے اسی ماحول کا اثر تھا کہ جناب عبید اللہ سندھی ایک تڑپ لے کر اٹھے اور موصوف نے ہندوستان سے باہر تمام ممالک چھان مارے جناب موصوف کا یہ سفر صرف سیر و سیاحت نہ تھی بلکہ اپنے نصب العین کی تلاش و جستجو تھی اس کے بعد سندھی مرحوم نے سندھ ساگر ادارہ کھول کر اپنے خیالات اور تجربات کی اشاعت شروع کی مگر عمر نے وفا نہ کی۔

علماء اہلسنت کی اس تگ و دو کا نتیجہ ہے کہ یکے بعد دیگرے علمی اور عملی میدان میں یہ جماعت ہمیشہ گامزن رہی اس جماعت نے مقصد حیات کو سمجھتے ہوئے زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اقتصادی اپنی جد و جہد کو جاری رکھا۔ شبلی نعمانی مرحوم کے اپنے مخصوص فن کے حق میں علمی اور عملی کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں آج دار العوام ندوہ موصوف کی جد و جہد کا نتیجہ ہے۔

جناب علامہ مودودی جو عہد حاضر کے مستند اہل جماعت علماء میں سے ہیں اُن کی علمی جد و جہد سے برصغیر ہند و پاک کا ہر فرد واقف ہے۔ آپ ایک فعال اسلامی جماعت کے محرک ہیں آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ عہد حاضر میں آپ نے اپنی جد و جہد سے ایک ایسی جماعت کی تشکیل فرمائی جو زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرتی رہی۔ آپ کا سلسلہ تصنیف اور ہنگامی سیاسی، اقتصادی اور مذہبی تگ و دو آپ کی انتھک کوششوں کا پتہ دیتی ہیں اور حیرانی ہوتی ہے " کہ ایک انار اور سو بیمار " کے مصداق ہر شعبہ حیات میں اہل جماعت کو موصوف کی رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اسی طرح ہمارے دیکھتے دیکھتے جناب غلام احمد صاحب "پرویز" کے نام سے مشہور ہوئے اور عہد جدید کے مفکرین گنے گئے آپ نے نیا فکر پیش کیا اور بزم طلوع اسلام کی بنیاد ڈالی اور آج مذہبی دنیا نے اہلسنت میں پرویز صاحب کی جدید فکر نے ہل چل مچا رکھی ہے، پرویز صاحب کے خیالات سے ہمیں اختلاف ہو سکتا ہے مگر اُس کی ذاتی جد و جہد مصروفیات تصنیف و تالیف کی داد نہ دینا بے حد نا انصافی ہوگی

یہ ہے علماء اہل جماعت کی یک صد سالہ جد و جہد کا مختصر سا نقشہ جو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ جماعت اہلسنت کے علماء کی جد و جہد جستجو و ایثار و قربانی وغیرہ جملہ امورات کو تسلیم کرتے ہوئے جبکہ اُن کی زندگی کے ایک پہلو پر غور کیا جائے تو اس میں انکے مختلف اعمال

جماعتیں متفق نظر آتی ہیں اور یہ اتفاق ایک خاص جذبہ کے ماتحت پایا جاتا ہے جو شیعوں کے لئے قابل غور ہے۔ وہ اندرونی جذبہ "آل محمدؐ" سے دبا ہوا احتراز اور پرہیز ہے۔ اس جماعت کے سرپرست جناب شاہ عبدالعزیز نے اسی جذبہ کے تحت تحفہ اثنا عشری لکھ کر اس کی ابتدا فرمائی اور اس کے بعد اس جماعت نے ہر شعبہ حیات میں طریقۂ آل محمدؐ سے گریز کرنے اور کرانے کی پوری کوشش کی گو یہ دور بنی امیہ یا بنی عباسیہ کے زمانہ کی مانند جبر و قہر کا دور نہ تھا مگر ان بزرگوں نے حکمت عملی سے کام لینا شروع کیا اور نہایت دانشمندی سے اپنے مشن کو آگے بڑھایا جس کا نتیجہ اور اثرات ملاحظہ فرمانا ہو تو آج موجودہ عام تصانیف و لٹریچر ملاحظہ فرمادیں۔ علامہ مشرقی بانیٔ تحریک خاکسار کی اہم تصنیف تذکرہ ہے آپ اسے شروع سے آخر تک پڑھ جائیں آپ کو کہیں آل محمدؐ کا حوالہ نہ ملے گا۔ اسی طرح مولانا محمد علی مرحوم امیر جماعت احمدیہ اور علامہ یوسف علی کے قرآن کے ترجمے اور حاشیے دیکھیں تو انہوں نے بھی آل محمدؐ کے اقوال کی تحریر سے پرہیز فرمایا ہے اسکے علاوہ موجودہ تحاریک کے جملہ لٹریچر کا آپ مطالعہ فرمادیں تو معلوم ہوگا کہ زندگی کے مسائل حل کرنے میں آل محمدؐ کی زندگی کی کوئی مثال ایسی ان بزرگوں کو نہیں ملی ہے جو پیش کی جاوے۔

اس کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اپنے حالات کا بھی جائزہ لیں پس ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ صدیوں میں ہم نے بنی امیّہ اور بنی عباسیہ کی تلواروں کا مقابلہ کیا اُس کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محمدؐ و آل محمدؐ کے مشن کو پھیلایا ہمارے علماء مبلغین اور معلمین نے کابل اور سرحدی خطرناک علاقوں میں گھس کر محمدؐ و آل محمدؐ کی تعلیم کو پھیلایا کشمیر و تبت کی وادیوں میں حسینیت کا پیغام پہنچایا۔ روس و چینی ترکستان میں علیؑ ولی اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اپنی عصر ہی میں اس امانت کو کہاں تک پروان چڑھایا۔ اُس محدود سطح زمانہ میں جبکہ آمد و رفت کے ذرائع محدود تھے۔ حضرت سید علی ہمدانی نے کشمیر کے لاکھوں انسانوں کو دولت ایمان سے مالا مال کر دیا مگر کیا اُن کے بعد اس زمانہ میں جبکہ بے حد سہولتیں پیدا ہو چکی تھیں ممالک اسلامیہ کے کسی عالم کو ان علاقوں میں تشریف لا کر اس قومی امانت کی خبر گیری کی توفیق ہوئی۔ اسی گلگت و بلتستان (تبت خورد) وغیرہ علاقوں میں حضرت شمس الدین عراقی نے اس زمانہ میں اہلبیت علیہم السلام کا علم بلند کیا جبکہ وہاں رافضی کش پالیسی کا دور دورہ تھا انہوں نے لاکھوں انسانوں کو اپنی حکمت عملی سے ولائے اہلبیت بنایا مگر انگریزوں کے ڈیڑھ سو سالہ پُر امن دور میں کبھی عراق و ہندوستان کے کسی عالم دین کو یہ توفیق حاصل نہ ہوئی کہ وہ حضرت شمس الدین عراقی کے اُس پُر آشوب زمانہ کی لگائی ہوئی کھیتی کی آبیاری فرماتے[1]!!!

ہماری نظروں میں اپنے علماء کی بے حد وقعت ہے کیوں نہ ہو جبکہ ہمارے نزدیک آئمہؑ کے

[1] یہ تحقیق طلب ہے۔ (معارف اسلام)

یہی حضرات ہمارے دینی و دنیوی رہنما ہیں۔ ہمیں اپنے علماء کی سادگی، اخلاقی بلندی، نیکی و پرہیزگار زندگی کا انکار نہیں مگر ہم اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جانتے ہیں کہ جہاں علماء کرام کا درجہ اتنا بلند ہے وہیں اُن کی ذمہ داریاں بھی بیحد بلند ہیں قوم کے ہادی ہیں۔ رہنما ہیں یہی تو وجہ تھی کہ علمائے سابق دیوانہ وار قوم۔ مذہب و ملّت کی خبرگیری اور اشاعت دین کیلئے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر خطرناک مقامات پر پاپیادہ بغیر یار و مددگار کے پہنچتے اور اسلام کا پیغام پہنچاتے تھے۔ اس ہندوستان میں ہم شہید ثالث اور شہید رابع جیسے مقدسین کی قربانیاں دیکھتے ہیں۔

پس آج ہم زمانہ کے لحاظ سے علماء کی جد و جہد و ایثار و قربانی۔ نظام علمی دیکھنے کے متمنّی ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے علمی مراکز نجف و قم میں ہماری دینی درسگاہوں کا نظام عمل کیسا ہے وہاں کے استادوں کے علم و عمل کا بیرونی دُنیا پہ کتنا اثر ہے۔ اُن کے علمی درسگاہوں کی تخلیق و تفتیش و تصنیف کا علمی دنیا میں کتنا چرچا ہے۔ ہمارے ان مرکزی درسگاہوں میں جو آل محمدؐ کے اسوہ حسنہ کے پرتو ہیں ان کے اور دیگر علمی اداروں کے فارغ التحصیل طلباء میں کیا تفاوت ہے؟

آخر میں ہم اپنے دینی مدارس کے طلباء سے بھی درخواست کرینگے جو ہماری آئندہ نسلوں کے معلّم ہونے والے ہیں۔ آپ میں علم و عمل کا وہ جذبہ ہونا چاہئے کہ آپ اپنی اُمّید و اجتہادی قوت سے دین میں رائج شدہ بدعتوں اور رسومات کی بیباکانہ طور پر اصلاح فرمائیں۔ آپ کی تصانیف دنیا کیلئے مشعلِ راہ ہو۔ آپ کی قربانی۔ حق گوئی شہید ثالث کی یاد کو تازہ کرائے۔ آپ کی سیاحت اور علماء سابقہ کا پرتو ہو اور اس طرح آپ اپنے علم۔ حلم اور قربانی کے ماتحت دنیا پر چھا جائیں

آج ضرورت ہے کہ ہمارے دینی درسگاہوں کے طلبا اپنے باہمی ربط و ضبط اور یکجہتی سے ایک ایسی مصلح جماعت بن جائیں جو دنیا کے مذاہب اور ان کی جملہ تحریکوں سے اپنے کو منسلک رکھیں ہر امر میں غور و فکر کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہمارے موجودہ طلباء آئندہ نسلوں کی صحیح ذمہ دارانہ قیادت کے قابل ہوسکیں۔ اور اس طرح نئی فکر اور نئی قیادت کے ماتحت ہماری قوم محمدؐ و آل محمدؐ کا علم دنیا میں نصب کرسکے ۔ آمین ۔

(سید حسن مشتاق)

(بقیہ صہ ۳۵)

ہے۔ اپھر نبی کیلئے ان مراحل کی کتنی اہمیت ہوگی اسے ہر با سمجھ اور ذی عقل انسان کہہ سکتا ہے۔ میں نے اپنے بہت بڑے طویل مضمون کو تھوڑی تفصیل کے ساتھ مجمل کیا ہے تاکہ معارف کے محدود سے چند صفحات اس کے حامل ہوسکیں۔

(سید حسن گوپالپوری بہاری)

کیا آپ اس پر مناسب غور فرمائینگے؟

{دردمندانہ اپیل منجانب جنرل سیکرٹری ادارۂ معارف اسلام}

معارف اسلام کے قارئین کرام اس امر سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ اخبارات اور رسائل کے جاری رکھنے میں کس قدر مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیشک دنیا کے صدہا کام ایسے ہیں جو محض تدابیر اور فہم و فراست سے عملی شکل اختیار کر لیتے ہیں لیکن اخباری لائن اتنی خار دار ہے کہ اس کے لئے قدم قدم پر روپیہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور روپیہ کی عدم موجودگی سے اس کا تمام تر ناپا چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کتابت کے لئے کاتب کو رقم دی جاتی ہے۔ چھپوائی کے لئے پریس کو بل دینا پڑتا ہے۔ کاغذ بازار سے خریدا جاتا ہے۔ اور ٹکٹ ڈاک خانہ سے لئے جاتے ہیں۔ بائینڈنگ و پیکٹ کیلئے دفتری کا بل علیحدہ ہے۔ اور ان تمام باتوں کیلئے نقد اور فوری طور پر روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ علاوہ بریں دفتر کے دیگر مصارف مستقل طور پر برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ غرضیکہ خدمت کے اس میدان میں بغیر روپیہ کے ایک قدم چلنا بھی انتہائی مشکل اور ناقابل عبور ہے۔

ادارہ معارف اسلام کے خریداروں۔ ممبروں اور معاونین پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک رسالہ اور خصوصیت سے ایک دینی و مذہبی پرچہ کو چلانے کے لئے کس قدر مشکلات اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن وہ ان تمام امور سے بے نیاز ہو کر خاموش رہتے ہیں اور عملی قدم اٹھانے سے اکثر تہی داماں نظر آتے ہیں۔ نیز یہ کہ معاونت کے خیال کو پس پشت ڈالتے ہوئے خود و بجود سالانہ چندہ ماہنامہ یا زر رکنیت ادارہ ارسال کرنے میں اپنی انتہائی لاپرواہی کا ثبوت دیتے ہیں۔ بیشتر مومنین کرام کی خدمت میں سالانہ چندہ یا زر رکنیت کی وصولی کے لئے اطلاعی کارڈ وی پی کئے جانے کے سلسلہ میں بھیجے جاتے ہیں۔ لیکن کوئی اطلاع دینے پر جب وی پی بھیجا جاتا ہے تو حسینؑ کے فدائی اور علیؑ کے جاں نثار کہلانے والے ایک جنبش قلم کو دیکھا نہ تاڑ وی پی واپس کر کے ادارہ کو نقصان پہنچانے کا موجب بن جاتے ہیں کیا یہ طریقہ شیدائیان علیؑ اور فدایان حسینؑ کی شان کے شایاں ہے؟ یہ وہ رنجیدہ حقیقت ہے جس سے آج تک معارف اسلام نقصان اٹھا کر زیر بار ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مجھے اس بات کا بیحد قلق ہے کہ ناظرین معارف اسلام میں بیشتر تعداد ایسے برادران ملت

کی بھی ہے جن کے ذمہ دو دو سال بلکہ اس سے زیادہ کا چندہ و نذر رکنیت واجب الوصول ہے اور جو ہماری پیہم گذارشات کے باوجود ادا کرنے میں پہلوتہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم ان کا جذبہ دینی کیوں حرکت میں نہیں آتا۔ جب معارف اسلام ہر ماہ انہیں باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ اور وہ اطمینان سے اس سے بہرہ اندوز بھی ہو رہے ہیں۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ادائیگی کے سلسلہ میں انہوں نے کیوں آنکھیں موند رکھی ہیں۔

آج میں پھر ان کرمفرماؤں اور عزاداران شاہ حسینؑ سے مراقعہ کرتا ہوں۔ اور ان کی توجہ اس طرف منعطف کرا کر التجا کرتا ہوں کہ وہ معارف اسلام جیسے تبلیغی اور مفید علمی رسالہ کو زندہ رکھنے اور اسے زیادہ سے زیادہ تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت کرنے کے قابل بنانے کے لئے اس کی مالی امداد اور زر چندہ کی ادائیگی کرنے سے پہلوتہی نہ کریں۔ اور اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ معارف اسلام کی امداد و اعانت فی الحقیقت دین حق کی امداد و اعانت ہے۔

اگر بار گراں اور موجودہ وقت میں سامان طباعت اور دیگر مصارف کی گرانی نے مجبور نہ کر دیا ہوتا تو ممکن تھا کہ اب بھی اپنے برادران ایمانی کے آگے یہ اپیل کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور معارف اسلام بدستور خریداران اور ممبران کے لطف و کرم پر ان کی خدمت میں ہر ماہ باقاعدگی سے جاری رہتا۔ لیکن اب جبکہ پانی سر سے گذر رہا ہے اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کہ آپ کو معارف اسلام کی مالی امداد کے لئے پکارا جائے۔ اور اس طریقہ سے آپ کو قومی فرض سے روشناس کرایا جاوے۔

بفرض محال اگر آپ کی جانب سے میری اس التجا کا کوئی حوصلہ افزا جواب موصول نہ ہوا۔ اور آپ نے واجبات بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے میں اپنی خاموشی کا ہی ثبوت دیا تو پھر بحالت مجبوری اور بوجہ مالی مشکلات کے پیش نظر آئندہ پرچہ ان جملہ احباب کے نام وی پی کر دیا جائیگا جن کے ذمہ عرصہ سے چندہ ماہنامہ اور زر رکنیت ادارہ واجب الادا چلا آ رہا ہے۔ میرا یقین ہے کہ میرے کرمفرما معارف اسلام کی دینی و مذہبی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب رسالہ وی پی ہو کر ان کی خدمت میں پہنچے تو وہ ازراہ کرم اسے وصول کر کے اپنے احساس قومی کا ثبوت دیںگے اور وی پی واپس کر کے ادارہ کو نقصان پہنچانے کا موجب نہ بنیں گے۔

ایک بات اور

اگر ناظرین کرام اور سادات عظام میری اس اپیل کے مطالعہ سے متاثر نہ ہوئے

اوران کا جوش ایمانی اور جذبہ دینی ان کو معارف اسلام کی مالی امداد کرنے پر مائل نہ کر سکے تو پھر میری ان مومنین باصفا سے یہ گذارش ہے کہ وہ صرف ایک کارڈ کے ذریعے اپنے منشائے دلی کا اظہار کر کے اپنا اخلاقی فرض ادا کریں تاکہ ادارہ کو نقصان ڈاک اور وی پی کے خرچ کا زیادہ نہ ہونا پڑے۔ لیکن خاموشی کے بعد وی پی واپس کرنا ان کی انتہائی ستم ظریفی ہوگی۔

میرے برادران محترم!

معارف اسلام کی زندگی اور موت کا سوال اور ادارۂ معارف اسلام کی بقائے دوام کا انحصار اس وقت صرف آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلانا اور اس کے خریداروں اور ممبروں کی تعداد میں اضافہ کرنا صرف آپ کے دست کرم اور توجہ عالی کی بدولت ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

ادارہ کے آئندہ پروگرام میں کئی ضخیم کتب مثلاً استقرار حق و داداری۔۔ ۵ صفحات وغیرہ وغیرہ کی طباعت شامل ہے۔ ادارہ کی مجلس نظامت کی ایک حالیہ نشست کی کارروائی اس شمارہ میں پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ ہماری جائز ضروریات کس قدر رقم کی ہیں۔

کیا آپ میری اس آواز کو سن کر عملی قدم اٹھائیں گے؟ اس کا جواب آئندہ وقت دے گا!

قوم کا ادنےٰ خادم

معراج الدین خواجہ جنرل سیکرٹری

اطلاعات و اعلانات

مجلس نظامت کی پہلی نشست :-

مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح ممبران مجلس نظامت ادارۂ معارف اسلام (رجسٹرڈ) پاکستان کی اس سال کی پہلی نشست سید محمد علی صاحب زیدی ایڈووکیٹ فیل روڈ لاہور کی قیام گاہ پر منعقد ہوئی جس میں سرپرست ادارہ حضرت علامہ حافظ کفایت حسین صاحب صدر ادارہ علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی اور جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل کے علاوہ مجلس کے آٹھ دیگر ممبران نے بھی شرکت فرمائی۔ آزاد کشمیر سے جناب مستطاب سید علی احمد شاہ صاحب بالقابہ (سابق صدر حکومت آزاد کشمیر) بھی شریک ہوئے۔ بالاتفاق رائے مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں آئی اور تجاویز منظور کی گئیں :-

(۱) جناب قبلہ مولوی سید منظور حسین صاحب نقوی کی دختر کی ناگہانی وفات کی خبر سیکرٹری صاحب نے مجلس کو سنائی جس پر مجلس کی جانب سے مرحومہ کی روح کو سورۃ فاتحہ تلاوت کر کے ثواب پہنچایا گیا۔ نیز پاس ہوا کہ تعزیت نامہ نقوی صاحب مدظلہ کو ادارہ کی جانب سے لکھا جائے اور اخبار میں بھی اس خبر کو دیگر مومنین کیلئے شائع کیا جائے

(۲) بالاتفاق رائے طے پایا کہ ماہنامہ معارف اسلام کا معیار پہلے سے بھی ہر لحاظ سے بلند کرنے کیلئے پوری پوری کوشش کی جائے

(۳) بالاتفاق رائے طے پایا کہ آئندہ ادارہ کا جو لٹریچر بھی شائع ہو اس کی کتابت و کاغذ معیاری ہونی چاہئے اور شکل و صورت بھی پہلے سے زیادہ جاذب نظر ہو۔

(۴) آئندہ سال کیلئے مندرجہ ذیل کتب شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

(۱) ایک جامع "تاریخ اسلام" ایک ہی ضخیم جلد میں شائع کی جائے جو کہ مستند صحیح واقعات پر مبنی ہو۔ مکمل حوالہ جات سے مزین ہو اس کے لئے جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب سے امداد طلب کی جائے اور جناب مجتہد اعظم علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری (فاضل جامعہ ازہر مصر) سے خط و کتابت کی جائے اور ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

(۲) کتاب "استقرار حق عزاداری" (جس کا مسودہ تیار ہے) اور جو حضرت صدر ادارہ علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی کی تالیف و تصنیف پر مشتمل ہے اس کا کم از کم ⅓ حصہ سال رواں میں شائع کر دیا جائے۔ اسی طرح ہر سال ⅓ حصہ شائع کر کے تین سالوں کے اندر اندر اس کی اشاعت مکمل کر دی جائے۔ شیخ غیاث الدین (مدیر معارف اسلام) کو اختیار دیا گیا کہ وہ صاحب صدر سے مل کر اس کو مناسب ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بندوبست کریں۔ اگر کتاب کا نام تبدیل کر کے کوئی زیادہ جاذب نظر نام تجویز کیا جائے تو بہتر ہے۔

(۳) حضرت رئیس المحفاظ علامہ حافظ کفایت حسین

صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنی تفسیر سورۃ فاتحہ کو جلد از جلد مکمل فرمانے کی طرف توجہ فرماویں تاکہ قوم کی تشنگی دور ہو سکے۔

(۴) جو جو مسودات کتب و رسائل جو مدیر معارف اسلام کو موصول ہوئے ہیں۔ ان میں سے ادارہ کا علمی بورڈ جن جن کیلئے منظوری دے وہ بھی آئندہ سال شائع کردئے جائیں۔

(۵) بنگالی زبان میں ترجمہ کیلئے مناسب اردو مسودات لوکل سیکرٹری ادارہ معارف اسلام مشرقی پاکستان کو ارسال کئے جائیں۔

(۶) انگریزی کتب و رسائل شائع کرنے کا بھی جلد از جلد بندوبست کیا جائے اور جو مسودات موصول ہو چکے ہیں انہیں صدر ادارہ کی منظوری سے شائع کیا جائے۔

(۵) باتفاق رائے آئندہ ماہانہ مجالس مذاکرہ کیلئے مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) ہر ماہ ایک مجلس مذاکرات ہونی چاہئے۔

(۲) مجلس کیلئے Y.M.C.A ہال یا کوئی اور مناسب پبلک مقام کا انتظام کیا جائے۔

(۳) دن ہر ماہ کا کوئی اتوار مقرر ہونا چاہئے۔

(۴) ہر ماہ کے لئے موضوع کا تعیین صاحب صدر، مدیر نشر و اشاعت و سید محمد علی صاحب زیدی کے مشورہ سے کیا کریں۔

(۵) سال میں کم از کم ۱۲ مجالس ہوں۔ جن میں سے چار تقاریر حضرت سرپرست ادارہ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب۔ دو تقاریر حضرت صدر ادارہ علامہ سید امداد حسین کاظمی دو تقاریر جناب مستطاب پروفیسر سید نقیر حسین صاحب بخاری ایم اے۔ ایک تقریر پروفیسر سید عنایت حسین صاحب بخاری ایم۔ اے۔ اور بقایا تقاریر کے لئے علامہ علاؤ الدین صدیقی، سید ابوالاعلےٰ مودودی و دیگر مناسب حضرات سے کرائی جائیں۔ تاریخ کا تعیین ان حضرات کی منظوری سے کیا جائے۔

(۶) پہلی تقریر "وجود پروردگار عالم" کے کے موضوع پر ہوگی جو حضرت سرپرست ادارہ ارشاد فرمائیں گے۔

(۷) ہمیشہ دن اتوار کا اور وقت صبح ۹ بجے ہونا چاہئے۔

(۸) ماہ ربیع الثانی سے یہ سلسلہ شروع کیا جائے

(۶) علمی بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا مندرجہ ذیل حضرات باتفاق رائے ممبران علمی بورڈ چنے گئے:-

(۱) رئیس المحفاظ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب

(۲) علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی

(۳) مولانا سید مرتضےٰ حسین صاحب صدر الافاضل

(۴) مولانا ملک مہدی حسین صاحب علوی

(۵) سید محمد علی صاحب زیدی ایڈووکیٹ

(۶) مولانا سید محمد احمد صاحب قبلہ چٹاگانگ (برائے بنگلہ لٹریچر)

جلسہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اخبار غم

(۱) ادارہ معارف اسلام کے معاون خصوصی حضرت تقدس مآب سید منظور حسین

صاحب نقوی سابق خطیب جامع حائری بحال خطیب جامع مسجد علی پور (ضلع مظفر گڑھ) کی جواں سال دختر نیک اختر پانچ بچوں کو چھوڑ کر راہئ ملک بقا ہوئیں۔ قبلہ نقوی صاحب کو اس بڑھاپے کے عالم میں جوان موت کا صدمہ بے حد جانکاہ ہے ہم قبلہ نقوی صاحب اور تمام خاندان کی خدمت میں دلی طور پر تعزیت کرتے ہیں مرحومہ کو مقام جنت ہو۔ اللہ پسماندگان کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین کرام سورہ فاتحہ پڑھکر مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب پہنچائیں اس سلسلہ میں مجلس نظامت کی کارروائی اطلاعات کے کالم میں درج ہے۔

(۲)

حلقہ احباب و مومنین میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنی جائیگی کہ جناب چوہدری محمد حیات خان صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس و رئیس اعظم ترکھا ضلع گجرات تین دن کی علالت کے بعد مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم مخلص مومن نہایت بلند اخلاق۔ خوشگو۔ ملنسار اور عزادار سید الشہداء تھے اور آپ کو اہلبیت رسولؐ سے والہانہ محبت تھی۔ اسی وجہ سے ان کی قبر گاؤں کے امام باڑہ کے صحن میں ہی بنائی گئی ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار سید الشہداء میں جگہ عطا فرمائے۔ اور مرحوم کے پسماندگان خصوصاً مرحوم کے برادر کلاں چوہدری سلطان صاحب۔ فرزندان چوہدری اشرف علیخان صاحب چوہدری ظفر علی خانصاحب۔ سیف اللہ خان صاحب اور بھتیجے چوہدری محمد انور صاحب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین معارف اسلام مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ تلاوت فرما کر ثواب حاصل کریں

شریک غم: سید محمد حسین بخاری وکیل انکم ٹیکس
زرتاج بلڈنگ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بے لوث خادم نثار مرتضوی

یہ اعلان کرتے ہوئے ہمیں انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ معارف اسلام کی دینی خدمات سے متاثر ہو کر اور اسے مذہب حقہ کا ایک بلند پایہ جریدہ سمجھتے ہوئے قوم کا ایک بے غرض خادم اور ملت کا ایک دینی تڑپ رکھنے والا نوجوان محترمی ماسٹر نثار مرتضوی باغ جہمبیری ضلع راولپنڈی گزشتہ تین ماہ سے معارف اسلام کی ترقی اشاعت کیلئے بیحد کوشاں ہیں وہ اس جریدہ کو بام عروج پر پہنچانے کا دم خم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے متعدد خطوط سے مترشح ہو رہا ہے۔ اب ماسٹر صاحب کی یہ سعی بلیغ رنگ لا رہی ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر دو ماہ کے قلیل عرصہ میں ان کی کامیابی قابل رشک صورت اختیار کر گئی ہے اور وہ بیس خریدار پیش کر کے ان کے چندے بھجوا چکے ہیں "آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو"۔ اس سلسلہ میں محترم ماسٹر صاحب کے عزائم نہایت وسیع و بلند ہیں۔ اور وہ مستقبل قریب میں مزید پچیس تیس خریدار دینے کا وعدہ

کر رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب کی یہ دینی خدمت ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے اور اس کے لئے تمام اراکین ادارہ ان کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیہ تبریک اور ندرانۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔ خداوند کریم انہیں جزائے خیر دے۔ اور دینی خدمت کا یہ جذبہ ان کے دل میں مثل مہر و ماہ درخشاں و تاباں رہے۔ محترم شاہ مرتضوی کی مثال محب محمد و آل محمد کیلئے قابل تقلید ہے آج اگر ہر رکن ادارہ کم از کم ایک ایک خریدار بھی اور مہیا کرے تو چند دنوں کے اندر اندر معارف اسلام کی اشاعت دو چند ہو سکتی ہے

عظیم و تاریخی کتاب

استقرارِ حقِ عزاداری (باتصویر)

کی اشاعت کے متعلق فیصلہ ہو گیا

قارئین کرام! آپ یہ پڑھکر یقیناً خوشی محسوس کریں گے کہ مجلس نظامت "ادارہ معارف اسلام" نے اپنی حالیہ میٹنگ میں اس کتاب کی اشاعت کیلئے منظوری دیدی ہے اور اپنی عظیم ضخامت کی وجہ سے یہ کتاب تین حصوں میں تین اجزا میں شائع ہوگی گو اس کی جلد جلدی ایک ہی جلد میں ہوگی مگر سال رواں میں اس کا ایک حصہ ضرور شائع کر دیا جائیگا۔ کتاب کی افادیت آپ پر بخوبی روشن ہے عزاداری حضرت سید الشہداء کے متعلق یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جس میں عزاداری کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ عزاداری کے متعلق جس چیز کی بھی آپ کو ضرورت ہوگی وہ اس میں موجود ہے جزو اول میں کیا کیا ہے؟ مسئلہ عزاداری پر ایک جامع تبصرہ ہے اسکی ابتدا ہے جس میں متعدد عقائد دینی اصل فوٹو تصاویر کیساتھ مدلل طور پر مسئلہ عزاداری پر ایک جامع بیان ہے اسکے ساتھ ہی اقوام متحدہ و دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں مثلاً امریکہ، سوویٹ روس، برطانیہ، پاکستان وغیرہ کے آزادئ مذاہب کے "اعلانات مع ترجمہ درج کئے گئے ہیں اور بیسیوں دیگر استدلالی مضامین مع مکمل حوالہ جات سے مزین ہے۔ یہ صرف وہ اجزاء ہیں جو ابتدا میں شائع ہونگے اور مکمل کتاب میں تو اتنا خزانہ ہے جسکی فہرست ہی کم از کم بیس صفحات سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ بڑے اسلامی فرقوں کی تاریخ۔ تاریخ عزاداری جو اثبات عزاداری۔ قرآن سے علیحدہ۔ حدیث سے علیحدہ۔ ہر فصل و الباب علیحدہ علیحدہ اور پھر ہر بڑے اسلامی فرقوں کی کتب سے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کرکے جواز پیش کیا گیا ہے عزاداری کے متعلق متعدد عدالتوں کے متعددات اور انکے فیصلے اصلی متن مع ترجمہ و تبصرہ مقدمہ۔ غرضیکہ مضامین کا احاطہ اس اشتہار میں ناممکن ہے۔ ہر گھر میں ہر ذی علم کے پاس، ہر عالم دین ہر قانون دان ہر طالب علم اور ہر مبلغ کے پاس اس کتاب کا بطور BOOK OF REFERENCES کے بھی ہونا ضروری ہے مکمل کتاب کی قیمت بارہ روپے ہوگی جلد کی قیمت چھ روپے رقوم بالا اقساط یعنی دو یا تین مرتبہ کرکے بھی ارسال کر سکتے ہیں عظیم کتاب ہونے کی وجہ سے اور ادارہ کے مالی حالات کے پیش نظر محدود تعداد میں شائع ہوگی۔ آج ہی اپنا نام لکھوائیں اور رقم پیشگی بھی جمع کرا دیں۔ (مدیر ادارہ)

رقوم ارسال کرنے کا پتہ۔ مدیر مالیات ادارہ معارف اسلام ۱۲ انارکلی بازار۔ لاہور

معارفِ اسلام کے
"علیؑ و فاطمہؑ" نمبر کے سلسلہ میں

حضرات علماء کرام ۔ ذی علم اہلِ قلم اور شعرائے ملت کی خدمت میں

یہ نمبر آئندہ ماہ رجب المرجب میں آپ حضرات کی توجہ فرمائی اور تعاون کے ساتھ اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس سال کیلنڈر کی رو سے ماہ رجب کی پہلی ۲۱ دسمبر ۱۹۶۰ء کو پڑتی ہے اور یہی تاریخ "معارف اسلام" کی سپردِ ڈاک ہونے کی ہے۔ "علیؑ و فاطمہؑ نمبر" کی کتابت یکم نومبر ۱۹۶۰ء سے شروع ہوگی۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ اس عظیم دستاویز میں صرف وہی مضامین شائع کئے جائیں جو "معارف اسلام" کے معیار کے مطابق ہوں۔ محض علمی تحقیقات اور حقائق و معارفِ آلِ محمدؐ پر مشتمل ہوں۔ حالاتِ زمانہ کی موافقت و افادیت کو پیشِ نظر رکھا جائے اور جناب امیر المومنینؑ و حضرت سیدۃ النساء العالمینؑ کی مقدس زندگیوں کو پیش کیا جائے۔ ان کی تعلیماتِ محکم کی برتری ثابت کی جائے۔ شعراء کرام اپنے پاکیزہ کلام سے ان ہر دو مقدسین کی زندگی کے مختلف پہلو اجاگر کریں اور اپنی عقیدت کا اظہار کریں۔ اس ضمن میں ہم جملہ علماء کرام و شعرائے عظام کی خدمت میں بھی پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ اپنی پہلی فرصت میں اپنے پاکیزہ بیانات و مقالات سے جلد از جلد معارف اسلام کو ممنون کریں تاکہ مضامین کے ترتیب دینے میں ہمیں آسانی رہے۔

مندرجہ ذیل علمائے کرام کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے:۔

(۱) حضرت رئیس الحفاظ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ ۔ (۲) حضرت سید العلماء علامہ سید علی نقی صاحب قبلہ
(۳) حضرت علامہ الحاج مرزا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ (۴) حضرت صدر ادارہ علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی
(۵) حضرت مورخ اعظم علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری (۶) سید الملت علامہ سید محمد سعید صاحب قبلہ
(۷) سلطان القلم علامہ آغا محمد سلطان مرزا دام اقبالہ ۔ (۸) جناب مولانا رضا حسین صاحب رشید ترابی
(۹) حضرت علامہ مفتی جعفر حسین صاحب مدظلہ قبلہ ۔ (۱۰) جناب سرکار مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل
(۱۱) جناب علامہ سید ابن حسن صاحب قبلہ گوپالپوری مدظلہ (۱۲) جناب پروفیسر سید فقیر حسین صاحب بخاری مدظلہ
(۱۳) جناب ڈاکٹر سید احمد حسین صاحب نقوی مدظلہ (۱۴) جناب ڈاکٹر سید محمود عباس بخاری مدظلہ
(۱۵) جناب سید نصیر حسین صاحب نقوی پرنسپل دارالعلوم جعفریہ خوشاب

دیگر اہلِ قلم حضرات جن کے اسمائے گرامی اس صفحہ پر نہیں آسکے

جلد از جلد توجہ فرماویں (ادارہ)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہؑ کی گھگھی بندھ گئی۔ حضرتؐ نے آنکھ اُٹھا کر اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہؑ تم کیوں روتی ہو؟ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو دیکھ کر ان ہی میں سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور اُن کو مبعوث بالرسالت کر کے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھ کر تمہارے شوہر کو منتخب کیا۔ اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح اُن سے کیا۔ یا فاطمہؑ ہم اہل بیتؑ کو خدا نے سات باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائینگی۔ میں خاتم النبیین اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک اُن سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور اُن سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے والد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے۔ اور ہم اہلبیتؑ میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اُڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے ابن عم و شوہر کا بھائی ہے اور اس اُمت کے اسباط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ان کے والدین ان سے بہتر ہیں۔ اور اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس اُمت کا مہدیؑ بھی ان دونوں میں سے پیدا ہوگا جبکہ دنیا میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائینگے۔ آمد و رفت کے رستے رُک جائینگے۔ ایک دوسرے کو لوٹنے لگینگے نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائیگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کریگا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ اس کو برانگیختہ کریگا اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کریگا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولیگا۔ جیسا کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے۔ وہ آخر زمانہ میں اس کو قائم کریگا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دیگا۔ یا فاطمہؑ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے۔ تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میرے اہلبیتؑ میں سے افضل ہے۔ اور اُن کا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے . . . .

اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے

نہیں مجھ سے ملا دیگا ــــــ علیؑ ابن الہلالی ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہ رہیں۔ خدا نے بہت جلد اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دیا ؟

اس طویل حدیث سے کئی عقدے حل ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حدیث بھی بطریق اہلسنت والجماعت ہے کیونکہ اس سے موضوع بحث پر کافی روشنی پڑتی ہے لہٰذا اسے حرف بحرف نقل کیا گیا ہے۔ ہم اس حدیث سے وہ بیانات جو کہ ہمارے موجودہ موضوع سے تعلق نہیں رکھتے یعنی فضائل اہلبیت اطہارین پر بحث نہیں کرتے بلکہ حضرت مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صرف اُن اخبار پر جو کہ حضرت امام زمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات اقدس سے تعلق رکھتے ہیں توجہ مبذول کر دیتے ہیں۔ اس طویل حدیث میں حضرت امام مہدیؑ آخر الزمان (عجل اللہ فرجہٗ) کے متعلق جناب پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک مختصر وضاحتی بیان ارشاد فرمایا ہے۔ امامؑ کا حسنین علیہما السلام میں سے ہونا جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے صاف ظاہر ہے کہ ان ہر دو شہزادگان کے مابعد سلسلۂ امامت ان ہر دو سے شروع ہوا یعنی حضرت امام حسینؑ کے فرزند حضرت امام زین العابدینؑ کے صلب سے اور حضرت امام حسنؑ کی صاحبزادی حضرت اُم عبد اللہ فاطمہؑ کے بطن سے حضرت امام محمد باقر (علیہ السلام) پیدا ہوئے اور یہ سلسلہ آگے بڑھا۔ اندریں حالات حضرت امام دوازدہم مہدی آخر الزمان کا دیگر آئمہ کی طرح اولاد حسنینؑ میں سے ہونا بدیہی ہے۔ باقی رہے علائم الظہور تو وہ بھی جناب رسولؐ اکرم نے اس حدیث میں ظاہر فرما دیئے۔ ہمارا مقصد رسولؐ کی زبانی وجود امام مہدی آخر الزمان کا اقرار پیش کرتا ہے جو ثابت ہے۔

دسویں حدیث :۔ اسی کتاب کے حاشیہ صفحہ ۲۵۰ پر مع حوالہ کتب ملاحظہ فرمادیں جس میں نہ صرف امام مہدی آخر الزمانؑ ہی کے متعلق بلکہ دوازدہ آئمہ معصومینؑ کے متعلق وضاحتی بیان جناب رسول اکرم کا موجود ہے۔ یہ حدیث حضرتؐ نے آیہ مبارکہ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول اللہ و اولی الامر منکم (قرآن) کی تفسیر میں ارشاد فرمائی۔ اولی الامر میں سے ہر امامؑ کے نام کی وضاحت فرما کر ملت اسلامیہ کے لئے قیامت تک کیلئے کسی شک وشبہ میں مبتلا ہونے کے امکان کو ختم فرما گئے۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس وقت حضرت امام آخر الزمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اسم گرامی پر پہنچے تو حضرتؐ کے یہ الفاظ خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں ارشاد فرمایا :۔

" ...... پھر محمد ابن حسنؑ۔ یہ محمدؐ وہ ہیں کہ غالب اور بزرگ خدا تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر مشارق و مغارب زمین کو فتح کرائے گا۔ یہ اپنے دوستوں سے غائب

کے طریقوں سے اُن کی بیعت اختیار فرمائیں گے"۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے جزو ۳۶۶ میں بھی یہی عبارت لکھی ہے۔
(ینابیع المودۃ مطبوعہ بمبئی ص۴۳۳)

اٹھارھویں حدیث: عن سعید بن جبیرؓ عن ابن عباسؓ رفعہ ان اوصیائی وحجج اللہ بعدی اثنا عشر اولھم اخی و آخرھم ولدی قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اخوک قال علیؑ علیہ السلام قیل من ولدک قال المھدی علیہ السلام الذی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما والذی بعثنی بالحق بشیرا و نذیرا لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم حتی یخرج فیہ ولدی المھدی علیہ السلام فینزل روح اللہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فیصلی خلف ولدی وتشرق الارض بنور ربھا ویبلغ سلطانہ المشرق والمغرب۔ یعنی سعید ابن جبیرؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اسناد سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے اوصیاء اور حجج اللہ علی الخلائق اثنا عشر یعنی بارہ بزرگوار ہونگے۔ جن میں سے پہلا میرا بھائی اور آخر میرا بیٹا ہے۔ پوچھا گیا آپ کا بھائی کون ہے؟ ارشاد ہوا علی علیہ السلام پھر دریافت کیا گیا کہ بیٹا کون ہے؟ فرمایا کہ مہدی علیہ السلام۔ یہ وہ صاحبِ مسند ازلی ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیگا جس طرح قبل میں جور و ستم سے پُر اور مملو ہوگی۔ اور مجھ کو اُسی ذاتِ حق کی قسم ہے کہ جس نے مجھے دنیا میں بشیر و نذیر قرار دیکر مبعوث فرمایا کہ اگر حیاتِ عالم میں ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو بھی خدائے تبارک و تعالیٰ اُس دن کو اتنا طولانی کر دیگا کہ اس وقت میں ہمارا فرزند مہدی علیہ السلام ظہور کریگا۔ پھر جناب عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ پھر میرے فرزند مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور کل زمین اپنے مالک کے نور سے چمک اٹھے گی اور ان حضرت کی سلطنت مشرق و غرب میں برابر قائم ہو جائیگی"۔ (دُرِ مقصود فی احوال مہدی موعود ص۳۳۲ بحوالہ فرائد السمطین امام حموینی)

اس حدیث شریف میں حضرت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ذاتِ حق کی قسم کھا کر حضور امام آخر الزمان کی خبر دی ہے جس سے انکار کرنا یقیناً معصیت ہے۔ مزید برآں تمام دنیا پر واحد حکومت کے متعلق حضرت کی واضح پیشگوئی ہے۔ آج کل جبکہ یورپ و ایشیا کے تعلقات

و معاملات ایک دوسرے سے اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور ممالک مغربیہ و ممالک مشرق و مشرق وسطیٰ کے جملہ معاملات ایک مخصوص اُلجھاؤ کی وجہ سے استوار نہیں ہو رہے حضرت مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مندرجہ بالا ارشادات اشارہ کرتے ہیں کہ یہ اُلجھاؤ دن بدن زیادہ ہی ہوتا جائیگا تاوقتیکہ حضور کا فرزند یعنی بارھواں جانشین ظہور فرما کر اس عظیم اُلجھن کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم نہ کر دے۔

اُنیسویں حدیث :۔ عن سعید بن المسیّب قال کنا عند اُم سلمہ فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمہ۔ (اخرجہ ابن ماجہ۔ ارجح المطالب بار چہارم ص۳۸۲) یعنی سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدیؑ کا ذکر کر رہے تھے جناب اُم سلمہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ مہدیؑ فاطمہؑ کی اولاد سے ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ حدیث مبارک بعد از وفات رسولؐ حضرت اُم المومنین ام سلمہؓ کی زبان سے ظاہر ہوئی جو کہ ناقابل انکار ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ وہ لوگ بیٹھے تھے اور مہدیؑ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ یعنی حضرت رسالت مآبؐ کی زبان وحی ترجمان سے سُن سُن کر حضرت امام مہدیؑ آخر الزمان کا تذکرہ اتنا عام ہو گیا تھا کہ وہ لوگ بھی جب مل بیٹھتے تھے تو یہ ذکر شروع ہو جاتا تھا۔ جس طرح آج زمانہ حاضر امام آخر الزمان کا منتظر ہے اسی طرح وہ لوگ بھی منتظر تھے۔ مگر بموجب فرمان رسولؐ بعد از امام حسین علیہ السلام آٹھ اماموں کے گذرنے کے بعد ہی آخری امام نے ظہور فرمانا تھا۔

بیسویں حدیث :۔ عن عبایہ ابن ربعی قال قال رسول اللہ انا سید النبیین و علیٌ سید الوصیین وان الاوصیاء بعدی اثنا عشر اولھم علیٌ و آخرھم قائم المہدی (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی اہلسنت شافعی مودۃ ۱۰ شمارہ ۹۔ اردو ترجمہ ص۹) یعنی عبایہ ابن ربعی نے کہا فرمایا جناب رسولؐ خدا نے کہ میں تمام انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد بارہ اوصیاء ہونگے۔ ان میں سے اول علیؑ ہیں اور آخر قائم آل محمدؐ حضرت امام مہدیؑ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اگر امام زمانہ حاضرہ کے متعلق تمام احادیث پیغمبرؐ یکجا شائع کی جائیں تو کم از کم ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے جو کئی صفحات پر مشتمل ہو۔ اظہار حقیقت کیلئے صرف ایک حدیث رسولؐ ہی کافی ہوتی ہم نے یہاں بیس صحیح احادیث رسولؐ پر اکتفا کیا ہے۔ جو ہمارے مطلب کی وضاحت کیلئے کافی و شافی ہے۔ منکرین حدیث کا گروہ بھی فی الحقیقت ان احادیث کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔

اللہ شوق دے تو کتابیں پڑھا کریں

کتب ادارہ معارف اسلام خود پڑھیں اور دوں کو پڑھائیں۔ تمام آمدنی اشاعت دین پر خرچ ہوتی

اسرار توحید (از امام جعفر صادق)
بلا جلد ۱۲ مجلد ۱۴
تفسیر بالرائے مجلد ۱۲
" بلا جلد ۱۰
مذہب اور سائنس ۱۰
حکومت ربانی ۸
محرم و آداب عزا ۸
نوائے اقبال در مدح اہلبیت ۸
موازنہ حق و باطل ۶
دلیل عزا ۶ قوانین شرعیہ ۵
تعلیم کی ناکامی اور اس کا علاج ۳
رجعت مترجمہ (انگریزی) ۳
اقتصادی مشکلات کا حل ۳
مہدی موعود ۳ عصمت انبیاء ۳
ذکر بہاء ۲ اسوۂ صوفیا ۲
آل محمد دل محمد ۲ اسوۂ حضرت زینب ۲
رحمۃ للعالمین (اسلام اور تعلیمات) ۳
صدیقۂ خمسہ
ایوم عاشورہ کی تاریخ منظوم
سیپارہ اول (علامہ علی نقی صاحب) ۱۲

نہج البلاغہ۔ مترجم سید رئیس احمد
جعفری عبدالرزاق ملیح آبادی و
سید مرتضیٰ حسین قیمت
نہج البلاغہ ہر سہ حصہ
(مترجم مفتی جعفر حسین صاحب)
فلسفۂ اسلام حصہ اول (آقا محمد سلطان مرزا)
" حصہ دوم و سوم
اسلامی سیاسیات کا ابتدائی مطالعہ
قرآن اور جغرافیائی مسائل ۸
مخزن المعارف یعنی شیعہ پاکٹ بک
مرزا احمد علی صاحب اضافہ
شدہ نیا ایڈیشن
تاریخ اصلاح اور دلیل الفرقان
معلم اسلام (علامہ کاظمی) (تمام ضروری اعمال) ۳
اعمال واجبیہ ۳
مقتل الحسین عقبہ بن سمعان (علامہ کانپوری) ۸
تصویر درد ۳ ظفر المبین ۳
حقیقت الفقہ ۲ رموز حکمت ۳

حضرت یوشع بن نون ۳ رشتۂ اتحاد
انوار حکمت (اقوال امام حسن عسکری)
اصل و اصول شیعہ (آل کاشف الغطاء)
اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ حصہ اول (عہد نبوی)
اسلامی معاشرہ (تعلیمات اہلبیت)
الزہرہ کے آداب نشست و برخاست
تحقیق حدیث انا مدینۃ العلم
اسلامی عقائد و تعلیمات اہلبیت (از ادیب اعظم سید ظفر حسن امروہوی)
مواعظ حسنہ (از علامہ شیخ عبد العلی الہروی الطہرانی)
اخلاق المعصومین (از علامہ کاظمی)
ہلاکت ملوکیت در اطاعت حسینیت ۳
سیرۃ فاطمۃ الزہرا (از آقا محمد سلطان مرزا) مجلد بلا جلد
البلاغ المبین حصہ اول (اضافہ شدہ)
آقا محمد سلطان مرزا مجلد غیر مجلد
البلاغ المبین حصہ دوم و سوم

ترسیل زر بنام:- مدیر اعزازی ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) ڈبی بازار لاہور

خط و کتابت بنام:- مہتمم دفتر ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) ۹ بی شیخ مینشن شاہ عالمی گیٹ لاہور

فیاض الدین پرنٹر و پبلشر نے تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں چھپوا کر دفتر ادارہ معارف اسلام لاہور شاہ عالمی گیٹ ۹ بی شیخ مینشن سے شائع کیا۔